THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, the May 12, 2020
(298th Session)
Volume IV, No.01
(No.01-02)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume IV SP.IV(01)/2020
No.01 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Panel of Presiding Officers 1
3. Leave of Absence 2
4. Fateha 3
5. Motion under Rule 218 moved by Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition regarding Government's policy on Coronavirus Pandemic in Pakistan 4
   - Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition 4
   - Senator Sherry Rehman..... 9
   - Makhdoom Shah Mahmood Hussain Qureshi, Minister for Foreign Affairs16
   - Senator Musaddaq Masood Malik..... 29
   - Senator Mushtaq Ahmed 36
   - Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition 43
   - Senator Muhammad Javed Abbasi 44

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Tuesday, the May 12, 2020

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at one minute past eleven in the morning with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ
جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ
وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

ترجمہ: اور اللہ اور رسول ﷺ کی بات مانو، تاکہ تم سے رحمت کا برتاؤ کیا جائے۔ اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت اور وہ جنت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جس کی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سما جائیں۔ وہ اُن پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشحالی میں بھی اور بدحالی میں بھی (اللہ کے لیے) مال خرچ کرتے ہیں، اور جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں۔ اللہ ایسے نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

(سورۃ آل عمران: آیات 132 تا 134)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ السلام علیکم۔ Panel of Presiding Officers.

Panel of Presiding Officers

Mr. Chairman: In pursuance of sub-Rule 1 of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in

the Senate, 2012, I nominate the following members, in order of precedence, to form the panel of Presiding Officers for the 298th Session of the Senate of Pakistan.

1. Senator Dilawar Khan
2. Senator Muhammad Akram
3. Senator Ms. Nighat Mirza

Leave Applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: سینیٹر محسن عزیز صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 297 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 4 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر جنرل (ر) عبدالقیوم صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 296 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 28 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر چوہدری تنویر خان صاحب ملک سے باہر ہونے کی بنا پر گزشتہ 297 ویں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر محمد طاہر بزنجو صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 297 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 4 مارچ اور حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر انوار الحق کاکڑ صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 12, 16, اور 18 مئی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر شمیم آفریدی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 12 تا 14 مئی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر سید مظفر حسین شاہ صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سینیٹر شیری رحمٰن: جناب والا! آپ نے seats کی کس طرح planning کی ہے، مجھے Parliamentary Leaders کی seat سے ہٹا دیا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں آپ کو نہیں ہٹایا ہے، وہ دونوں چیئرمین صاحبان تھے، آپ کو وہاں بٹھایا ہے۔ جو نہیں آ رہے آپ بیٹھ جائیں پھر تو کوئی issue نہیں ہے۔

Senator Sherry Rehman: Chairman Sahib still comes after Parliamentary Leaders.

جناب چیئرمین: چلیں۔ جی جی وہ کر رہے ہیں۔ Leader of the House.

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد ایوان): جناب والا! میری درخواست ہو گی کہ proceedings شروع کرنے سے پہلے ہمارے سینیٹر colleague فیصل جاوید صاحب کی والدہ کا انتقال ہوا ہے، ان کے لیے دعا کریں اور جو لوگ کرونا کی وجہ سے فوت ہوئے ہیں ان کے لیے دعا کر دیں۔

Fateha

جناب چیئرمین: جی میں ابھی سب کا بتاؤں گا۔ سابق سینیٹر سرانجام خان صاحب وفات پا گئے ہیں۔ سابق سینیٹر مراد علی شاہ صاحب کا انتقال ہوا ہے۔ ہمارے FC کے پانچ جوان کیچ، ایران کی سرحد پر ایک حملے میں شہید ہوئے تھے۔ پاکستان کے جتنے بھی شہری Coronavirus سے جاں بحق ہوئے ہیں، Health Officials کے لیے، سینیٹر فیصل جاوید صاحب کی والدہ، ہمارے Advisor بابر اعوان صاحب کی والدہ کا بھی انتقال ہوا تھا۔ راجہ افضل صاحب کا بھی انتقال ہوا تھا ان سب کے لیے دعا کریں۔ میں مشتاق صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ دعا کروائیں۔

(اس موقع پر سینیٹر مشتاق احمد صاحب نے تمام مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے دعا کروائی)

جناب چیئرمین: سینیٹر مشتاق صاحب۔ آپ ایک اور دعا کریں کہ ہمارے سپیکر قومی اسمبلی اسد قیصر صاحب کورونا کی وجہ سے بیمار ہیں۔ سینیٹر مرزا آفریدی صاحب، گورنر سندھ، دو ایم این اے صاحبان اور ان کے علاوہ تمام پاکستانی بھائیوں کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت عطا فرمائے اور ہمیں اس موذی مرض سے نجات عطا فرمائے۔

(اس موقع پر سینیٹر مشتاق احمد صاحب نے دعا کروائی)

Motion under Rule 218 moved by Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition regarding Government's policy on Coronavirus Pandemic in Pakistan

Mr. Chairman: Order No. 2. We may now take up Order No. 2. Senators Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition, Engr. Rukhsana Zuberi, Anwar Lal Dean, Muhammad Akram, Hafiz Abdul Karim, Keshoo Bai, Shamim Afridi, Lt. General (R) Abdul Qayyum HI (M), Muhammad Asad Ali Khan Junejo, Dr. Asad Ashraf, Bahramand Khan Tangi, Ayesha Raza Farooq, Ghous Muhammad Khan Niazi, Dilawar Khan, Quratulain Marri, Muhammad Tahir Bizinjo, Muhammad Javed Abbasi, Shaheen Khalid Butt, Kalsoom Perveen, Muhammad Usman Khan Kakar, Dr. Sikandar Mandhro, Sardar Muhammad Shafiq Tareen, Rubina Khalid, Sussui Palijo, Professor Sajid Mir, Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi, Musadik Masood Malik, Nuzhat Sadiq, Pervaiz Rasheed, Sherry Rehman and Mushahid Ullah Khan. Raja Sahib please move the motion.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq (Leader of the Opposition): *Bismillah ir Rehman ir Raheem.* Mr.

Chairman, I beg to move the following motions under Rule 218:-

i. The House may discuss the grave situation arising out of the Coronavirus epidemic in Pakistan;
ii. The House may discuss the Federal Government's policy on uniting the country at a time of serious emergency for Pakistan, and its implications on the democratic and constitutional governance of the Federation, including the role of Parliament and its ongoing efficacy in time of crisis;
iii. The House may discuss to coordinate clear, consistent healthcare responses for saving lives across the Federation and international border crossings, with decisions based on the transparent sharing of medical data amidst an alarming rise in the graph of Covid-19 cases;
iv. The House may discuss to make clear policy on the emerging economic crisis arising from the impact of the pandemic on Pakistan's public finances, and renegotiation of debt, the re-allocation of resources and the provision of urgent relief to the most vulnerable sections of the populations and
v. The House may discuss the impact of the virus on the national security and foreign policy of the country including regional tensions and the destabilization of South Asia by the ongoing repression of the people of Indian held Kashmir and apartheid like conditions

faced by Indian Muslims under the Modi regime.

Mr. Chairman: All these issues are clubbed. The Parliamentary Party Leaders are requested to provide the list of speakers of their parties to the Secretariat.

جی راجہ صاحب! آپ start کر لیں۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہمیں اس بات کا احساس ہے، اس معاملے پر کئی مرتبہ discussion بھی ہوئی کہ ان سنگین حالات کے تحت حکومت کو خود پارلیمنٹ یعنی قومی اسمبلی اور سینیٹ کا اجلاس بلانا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں ہو سکا، باوجود اس بات کے کہ آپ نے کوشش کی، آپ نے سپیکر قومی اسمبلی کو بھی درخواست کی کہ وہ National Assembly کا Hall فراہم کر دیں تاکہ social distancing کو برقرار رکھتے ہوئے اُس House میں اجلاس منعقد کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی ہم نے اپنے لیے بھی فیصلہ نہیں کیا، اس لیے یہ ممکن نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے حکومت کو بھی خط لکھا کہ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو ہمیں خود اجازت دی جائے کہ ہم اپنے rules کے تحت اجلاس بلوائیں، یہ بھی نہیں ہو سکا تو پھر ہمیں مجبوراً اجلاس requisition کرنا پڑا اور یہ اجلاس اسی requisition کی وجہ سے طلب کیا گیا ہے۔

جناب والا! میری سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ جو آئینی ادارے ہوتے ہیں بالخصوص پارلیمنٹ، انہی مواقع کے لیے ان سے رائے لی جاتی ہے، ان سے مشورہ کیا جاتا ہے، ان کو role دیا جاتا ہے، وہ حکومت کو اپنی تجاویز دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے کوشش یہ کرنی چاہیے تھی کہ ان سنگین حالات کے پیش نظر حکومت ایسا رویہ اختیار کرتی کہ ایک قومی یکجہتی کی فضا پیدا ہوتی، لوگ ایک دوسرے کے دکھ اور تکلیف سے واقف ہوتے اور وہ ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرتے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کے بالکل اُلٹ policy چلائی جا رہی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس معاملے میں بجائے حکومت اپوزیشن کے ساتھ مل بیٹھ کر اس سارے سنگین معاملے کا حل تلاش کرتی، انہوں نے اپوزیشن کے ساتھ رابطہ رکھنا، ان کے ساتھ بیٹھنا قطعاً گوارہ نہیں کیا جس کو میں سمجھتا ہوں کہ بہت منفی سوچ ہے، اس کے نتائج پوری قوم کو بھگتنا پڑتے ہیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ اس سارے مسئلے کا کوئی حل ہو سکتا تھا، اس میں ایک آواز سے حکومت کے اندر سے بھی کوئی صحیح رویہ اختیار نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ اس میں بھی ایک تقسیم کی کوشش کی گئی۔ میں یکم مئی کے 'جنگ' اخبار کیheadline بتاتا ہوں جو وزیراعظم صاحب کا بیان ہے کہ lockdownاشرافیہ نے کرایا۔ بجائے اس کے کہ آپ باقی قوم کو بھی ساتھ رکھیں، آپ نے خود قوم کے اندر ایک اور تفریق ڈال دی، ایک اشرافیہ ہے اور ایک عام لوگ ہیں، اس لیے یہ lockdown اشرافیہ نے کروایا ہے۔ شاید ان کے خیال میں اشرافیہ کے اپنے کوئی مقاصد ہیں اور ان کے خلاف نفرت پیدا کرنا اس ماحول میں بھی ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ کابینہ کے ارکان میں سے کچھ لوگوں کی یہ duty لگائی جاتی ہے کہ وہ اپوزیشن کے خلاف وہی رویہ اختیار کریں جو عام طور پر الیکشن کے قریب سیاسی معاملات کے اندر کیا جاتا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ابتدا ہی سے حکومت کا رویہ انتہائی منفی،non-productive and divisive رہا ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ ان لوگوں کو شاباش دی جاتی ہے جو اپوزیشن کے خلاف وہی زبان اختیار کریں جو normallyلوگ اپنے بدترین دشمنوں کے لیے بھی پسند نہیں کرتے، وہ سلسلہ جاری رکھا جائے، انہیں شاباش دی جائے کہ آپ لوگ یہی کچھ کرتے رہیں اور اسی میں ہماری بہتری ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایکinternational pandemic ہے اور پوری دنیا اس کی لپیٹ میں آئی ہوئی ہے، اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ہاں سرکاری طور پر ایک ایسی فضا قائم کی جا رہی ہے جس کا نتیجہ ساری قوم کو بھگتنا ہو گا جو انتہائی قابل افسوس بات ہے۔ اس موقع پر لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا، لوگوں میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی اور قوم کے لیے یہ کوئی اچنبے کی بات نہ ہوتی، اس سے پہلے 1965 کی جنگ میں قوم نے اتحاد دکھایا اور اُس سارے عرصے میں ایک بھی واردات نہیں ہوئی، جرائم کی تعداد ختم ہو گئی۔ اسی طرح جب 2005 میں زلزلہ آیا تو ساری قوم اٹھی اور لوگوں کی امداد کی، جس سے جو کچھ ہو سکا، وہ بھاگ پڑا اور جو کچھ بھی اُس کے پاس تھا، اس نے contribute کیا۔ جبکہ اس معاملے پر کچھ ایسا فلسفہ پروان چڑھایا جا رہا ہے کہ ایک ہی ذریعہ ہے کہ اپوزیشن کے خلاف نفرت پیدا کی جائے، خواہ وہ generally Opposition ہو یا ایک صوبہ جہاں ان کی حکومت نہیں ہے، وہاں ان کے خلاف اتنا

propaganda کیا جائے، ایک سے بڑھ کر ایک، غلط بیانیاں، جھوٹ اور اتنے نیچے گر کر ان کے خلاف الزامات لگائے گئے کہ شاید سندھ کی حکومت ملک دشمن ہے، صرف مرکزی حکومت ہے جو پاکستان یا لوگوں کا خیال رکھ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ قابل مذمت ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ یہ موقع ایسا ہے کہ اس میں کم از کم جو غلط طریقہ کار اختیار کیا گیا تھا، حکومت کو چاہیے کہ وہ اسے ترک کرے۔ جس طرح confusion پیدا کیا گیا کہ lockdown ہمارے حق میں نہیں ہے، پھر lockdown بھی ہوا، یعنی نہ صرف سندھ میں بلکہ باقی تین صوبوں میں بھی ہوا چونکہ وفاق کی طرف سے بیان آیا کہ صوبے اپنے فیصلے خود کرنے کے بھی مجاز ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی national policy نہیں ہے جس کے لیے باقیوں کو بھی اس کا ساتھ دینا چاہیے، اس میں حکومت کا ہاتھ بٹانا چاہیے، پاکستان کے لوگوں کو یہ سہارا اور تسلی ہو کہ سارے ایک page پر ہیں اور وہ اس قوم کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں لیکن جو طریقہ اختیار کیا گیا وہ انتہائی افسوس ناک تھا۔

جناب والا! اس کے بعد آپ دیکھتے ہیں کہ lockdown کے بارے میں پرسوں اعلان کیا گیا کہ کل یہ ختم ہو گا لیکن کل پورے ملک میں ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے حالات ٹھیک ہو گئے ہیں، حالانکہ ڈاکٹر جو اس شعبے کے ماہرین ہیں، انہوں نے press conferences کی ہیں کہ آپ نے lockdown کا جو طریقہ اختیار کیا ہے، اس طرح تو یہ اور بڑھے گا اور واقعی ایسا ہوا، یعنی اسلام آباد میں متاثرین کی اس وقت تعداد سات سو سے زائد ہو گئی ہے اور باقی صوبوں میں تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے وہ expert advice کے بالکل اُلٹ اور خلاف کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں آپ دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ ایک کیفیت بن گئی ہے، یعنی ایسا تاثر دیا جا رہا ہے اور بالخصوص صوبہ سندھ کے خلاف تو صبح سے شام تک بیانات یہی آ رہے ہیں۔ انہیں کام کرنے سے روکا گیا، انہوں نے جو تجویز اپنے گورنر کو دی تھی اور بارہا وزیر اعلیٰ سندھ نے یہ کہا تھا کہ جو فیصلہ مرکز کرے گا، ہم اس کے ساتھ ہوں گے، اسے follow کریں گے، وہ lead کریں، ہم ان کے پیچھے چلیں گے، خواہ ہم اسے پسند کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں، اس سے زیادہ open ended cooperation کا کیا تصور ہو سکتا ہے؟ اس کو بھی نہیں مانا گیا اور حالت یہ ہو گئی ہے اب تو ہر صوبہ اپنے حالات کے مطابق چل رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہفتے میں تین دن چھٹی ہو گی، کوئی کہتا ہے کہ دو دن ہو گی، کوئی کہتا ہے کہ صبح آٹھ بجے سے شام پانچ بجے تک کام ہو گا، کوئی کہتا ہے کہ نہیں صبح

دس بجے سے چار بجے تک کام ہو گا، اس لیے ایک افراتفری کا ماحول پیدا ہوا جس کی وجہ سے نہ تو اس وباء سے نمٹنے کا کوئی مؤثر طریقہ بنایا جا سکتا ہے اور نہ اس پر صحیح عمل کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مشاہد صاحب! .please جی راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب والا! اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ five points بہت لازمی اور ضروری ہیں، گو کہ کشمیر کا معاملہ پانچویں نمبر پر آیا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بہت serious issue ہے۔ پانچ اگست کے بعد سے وہ مسلسل نہ صرف lockdown کے اندر ہیں بلکہ انہیں گھروں سے نکال نکال کر شہید بھی کیا جا رہا ہے، نہ وہاں علاج کا بندوبست ہے، نہ ان کی کوئی دادرسی کرنے والا ہے، نہ عدالتوں میں جانے کی اجازت ہے، کشمیر میں جو ظلم ہو رہا ہے، پورے انڈیا میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے، آپ دیکھتے ہیں اور ٹی وی پر بعض footage ایسی آتی ہیں کہ لوگوں کو راستے پر چلتے ہوئے، اگر کوئی ریڑھی والا ہے تو اس کی ریڑھی اُلٹ دی جاتی ہے، اسے مارا پیٹا جاتا ہے بلکہ اسے قتل کر دیا جاتا ہے، پولیس کی ساتھ ہی موجودگی نظر آتی ہے اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ اس لیے جہاں ایک طرف مودی حکومت نے ظلم ڈھایا ہوا ہے، دوسری جانب ہماری اپنی حکومت کا یہ رویہ ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان چیزوں کو ختم ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ راجہ صاحب۔ سینیٹر شیری رحمٰن صاحبہ۔

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمٰن: شکریہ، جناب چیئرمین! بڑے دنوں کے بعد یہاں ملاقات ہو رہی ہے، ظاہر ہے کہ ملک میں بھی اور ایوان میں بھی ہنگامی حالات ہیں۔ میں دو، تین باتیں اختصار سے کروں گی کیونکہ بہت لوگوں نے بولنا ہے لیکن پاکستان کی تاریخ میں یہ ایسا پہلا موقع ہے کہ ہم اس طرح کی مہلک وباء کا سامنا کر رہے ہیں اور صوبوں کو کہہ دیا گیا ہے کہ آپ اپنا اپنا کام کریں۔ کل National Assembly کی تقاریر سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی جبکہ شاہ محمود قریشی صاحب نے اس کے برعکس بات کی، انہوں نے کہا کہ the response to Covid-19 should be national and not divisional. بالکل صحیح کہا۔

The country will not be safe until Sindh is safe and Punjab, KP, Balochistan are safe. If this is indeed the case, then what is this unwarranted hate campaign which the

Leader of the Opposition has just mentioned that is launched every day, every single day without fail by 3'O Clock or earlier by junior members of the PTI, sometimes from Punjab, sometimes from KP, sometimes from Sindh, یہ front row نہیں کرتی لیکن روزانہ اخلاقیات کا جنازہ نکالا جاتا ہے۔پی ٹی آئی کے دو تین لوگوں کی duty لگائی گئی مجھے تو ان کے نام بھی پتا نہیں ہیں nor I am planning to find out, those are not the politics we are trained in and we are not to become that either وہ جو باتیں کر رہے ہیں اس سے تو یہ لگتا ہے کہ ہم اکیلے ہیں جیسے ہم نے نعوذ باللہ جرم کیا ہے، صوبوں کو autonomy دے دی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحبہ ایک منٹ، اورنگزیب صاحب! گیلری بھی ہمارے ایوان کا حصہ ہیں، آپ وہاں پر بھی تشریف رکھ سکتے ہیں، آپ وہاں پر بیٹھ جائیں۔

Senator Sherry Rehman: Social distancing is not easy.

جناب چیئرمین: کوشش تو کر سکتے ہیں، پیچھے بھی seats ہیں، آپ یہاں بیٹھیں یا پیچھے بیٹھیں آپ جدھر بھی easy feel کریں بیٹھ جائیں۔

سینیٹر شیری رحمٰن: آپ نے جو اٹھارویں ترمیم کی بات کی ہے ہم نے یہ چھیڑی نہیں ہے، یہ اس پوری discussion میں، پورے ماحول میں جہاں صرف اور صرف ہمیں Corona اور اس کے responses پر focus کرنا چاہیے، ظاہر ہے کشمیر بھی اس میں آتا ہے کیونکہ وہاں پر بھی ایک مسئلہ بنا ہوا ہے لیکن یہاں emerging crises, economy, health care یہ ساری باتیں ہم تب کر سکتے ہیں، ہم عوام کو ایک united message, یکجہتی کا پیغام کیسے دیں گے؟ اگر آپ کے آسرے آپ کی حکومت سے، اعلیٰ سطح سے اور صوبائی سطح سے یہ روز یلغار اور طوفان بدتمیزی شروع کیا جاتا ہے، ہم نے تو اپنے لوگوں سے کہا ہے کہ آپ کسی زبان میں جواب نہ دیں اور سیاسی ماحول کو آلودہ نہ کریں اس سے لوگوں کو کیا پیغام مل رہا ہے، باتیں تو بہت کرنے کی ہیں لیکن افسوس سے ہم اس میں پھنس گئے ہیں۔ پیغام کیا ہے؟ پیغام یہ ہے، آپ آج باہر دیکھیں Lockdown کھل گیا ہے، سب کچھ کھل گیا ہے کوئی SOPs نہیں ہیں، میں سارے ملک کی بات کر رہی ہوں لوگ عید کی شاپنگ کر رہے ہیں یہاں پر ضروریات کی بات نہیں ہو رہی ہے، ہر چیز کھل

گئی ہے وہ کیوں کھل گئی ہے؟ یہ تو ایک human nature بھی ہے کہ آپ گئے ہیں رمضان کا مہینہ بھی ہے کوئی بھی SOPs اس لیے قبول نہیں کر رہا ہے، کیونکہ آپ کو ملک کے highest offices سے mixed message اور confused message مل رہا ہے۔ ایک دن آپ کو کہا جاتا ہے ہاں ہاں lockdown ضروری ہے اگلے دن کہا جاتا ہے شاید یہ نہیں کرنا چاہیے اور سندھ نے جلدی کیوں کی؟ تیسرے دن کہا جاتا ہے اس کے بغیر بالکل کام نہیں ہوگا، اس پر GEO کے ایک اینکر شاہزیب خانزادہ نے پوری clip بنائی ہوئی ہے پھر چوتھی مرتبہ کہا جاتا ہے یہ تو اشرافیہ کے فیصلے ہیں، عوام کو کیا message دے رہے ہیں؟ بڑے مشکل حالات ہیں لوگ تراویح پڑھ رہے ہیں، contact tracing نہیں ہو پا رہی ہے، testing نہیں ہو پا رہی ہے، آپ کے نمبرز قطعاً وہ نہیں ہیں جو حقیقی ذمہ سے ہیں، حقیقت میں آپ کے نمبرز بہت زیادہ ہیں۔ یہ مسئلہ سارے صوبوں میں ہے، یہ صرف وسائل کے تقسیم کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ ملک میں جب یہ message دیا جا رہا ہے کہ یہ اتنا serious ہے، کبھی ہے، آج ہے، آج نہیں ہے ایک گانا ہوتا تھا ہماری عمر والوں کے لیے، آج پھر جینے کی تمنا ہے، کل پھر مرنے کا ارادہ ہے، یہ روز ہو رہا ہوتا ہے، آپ جانتے ہوں گے؟ واہ واہ مشاہد اللہ صاحب تو جاگ اٹھے۔

(مداخلت)

سینیٹر شیری رحمٰن: نہیں میں گا نہیں سکتی، عوام کو روز یہ message آ رہے ہیں۔ میرے ملازموں نے کہا باجی آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں اندر آئیں یہ واش کریں وہ کریں، اب آپ نے سب کے نل لگا دیے ہیں لیکن وزیر اعظم صاحب تو کبھی کہہ رہے ہیں فلو ہے، کبھی بہت مہلک ہے پھر کہتے ہیں یہ تو elite issue ہے، that's what he said اب elite تو پھر بھی mask خرید لے گی، آپ ہمیں مہیا کر دیں گے ہم hand wash لے لیں گے، ہمارے گھروں میں پانی ابھی تک تو چل رہا ہے اگر ختم ہوا تو tankers منگوا لیں گے، ہم جس طبقے کی بات کر رہے ہیں وہ بے چارے کیا کریں گے؟ ہو رہا ہے اور ابھی ہو رہا ہے مجھے بہت پریشانی ہے ہم نے کبھی ایسا وقت نہیں دیکھا ہے یہ جنگ سے بدتر ہے، جنگوں میں لوگ راشن کارڈ کے لیے سینٹر پہنچ جاتے تھے، flood ہوتا ہے تو سارے لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں یہاں کیا صورت حال ہے؟ اس وقت آپ کے پاس ملک میں 5 to 6 beds per thousand people ہیں اور آپ کے جتنے بھی doctors ہیں

چاہے وہ Pakistan Medical Associations کے ہوں کوئی بھی ہوں، وہ کہہ رہے ہیں please آپ لوگ نوشتہ دیوار دیکھیں، please ہماری بات سن لیں اگر آپ کو نظر نہیں آرہا ہماری بات سن لیں ہمارے پاس نہیں رہیں گے۔ 6 hospital beds per ten thousand people, its Pakistan's average ہمارے پاس beds نہیں رہیں گے، ہمارے پاس ICU ختم ہو جائیں گے۔ Ventilators تو بعد کی بات ہے، آپ بتائیں مجھے تو list دی ہوئی ہے کیا کیا ختم ہو جائے گا آپ بتائیں اس صورت حال میں ایک چیز میں پوچھنے والی تھی یہاں پر ایک لاپتا، you know ہم missing persons کی بات نہیں کرنے والے تھے لیکن مجھے کرنی ہے، وہ missing person کون ہے؟ وہ mission person Prime Minister of Pakistan ہے he is missing, his policy is missing and his words of unity and healing are missing یہ بہت اہم بات ہے۔ آج بہت سارے Senators آئے ہیں، جہاز کوئٹہ کی طرف چلا تھا چار پانچ گھنٹے اڑتے اڑتے اسلام آباد پہنچا، Air Hostess, PPE kit پہنے ہوئی تھیں وہ کہہ رہی تھیں میڈم ہمیں پھر بھی virus لگ رہا ہے، PIA جو special flights چلا رہا ہے یہ پہن کر بھی virus لگ رہا ہے۔ آپ لوگوں کو پتا نہیں ہے وہاں پر کچھ لوگ بغیر mask پہنے بیٹھے ہوئے تھے، mask تو میں بھی پہن رہی ہوں کیوں کہ یہاں پر Air-condition کا مسئلہ ہے۔ اب جب یہ صورت حال بن رہی ہے تو آپ کے وزیر آعظم کہاں ہیں؟ why is he missing, who is running the country? کیوں کہ انہوں نے بار بار کہا ہے کہ یہ تو میرا issue نہیں ہے، کبھی کسی وزیر کو appoint کرتے ہیں وہ یہ Committee چلا رہا ہے تو وہ وہ Committee چلا رہا ہے۔ جناب یہ آئینی forum ہیں، Council of Common Interests ابھی تک کیوں نہیں ملی؟ آپ آئینی forum سے کیوں ڈر رہے ہیں؟ آپ پارلیمان سے کیوں ڈر رہے ہیں؟ کیا وہ Corona سے تو وہ نہیں ڈرے ہوئے؟ وہ کس بات سے ڈر رہے ہیں۔ ہم ذاتیات پر نہیں آنا چاہتے ہیں، پیپلز پارٹی تو پہلے دن سے کہہ رہی ہے ہم کسی کو تنقید کا نشانہ نہیں بنائیں گے خصوصاً وزیر اعظم صاحب کو ہم تنقید کا نشانہ نہیں بنائیں گے، دوپہر میں پھر نمبر دو لائن شروع ہو جاتی ہے کہ سندھ نے یہ کیا، پیپلز پارٹی نے یہ کیا، بلاول بھٹو زرداری نے وہ کیا، بغیر دیکھے کہ ساری دنیا اس وقت

سندھ کی performance کو سراہ رہی ہے، شاہ محمود کو سندھ کی performance سراہنے میں کوئی problem نہیں تھا لیکن disunity تو top سے نکل رہی ہے۔ WHO نے IPU کا جو seminar کیا جس میں ساری دنیا سے تقریباً 240 لوگ Member Parliament تھے، انہوں نے کہا the first thing WHO and they all said, one thing is the National unity, you people must have a single message and a single policy, European Union is trying to have a single policy, they said that we are small states that border each other یہاں پر اکائیاں ہیں کہہ رہی ہیں ہم مدد دے رہے ہیں میں نام نہیں بتاؤں گی سینیٹر روبینہ کو پتا ہے ہم نے KP میں کہاں کہاں پر PPE kits بھیجے ہیں، یہ کہنے کی بات نہیں ہے ہم بھیجیں گے اور مجھے پکا یقین ہے آپ لوگ بھی ہمیں بھیجیں گے۔ لیکن اس وقت ہمیں یہ سننے میں نہیں آرہا ہے you passed the 18th Amendment you are on your own, that is what we get to hear and the 18th Amendment should have nothing to do with it, this has nothing to do with the 18th Amendment آپ نے اس پر بات کرنی ہے آپ بات کریں . جب ہم سب consensus والے مل کر بیٹھتے ہیں، ہم کوئی فرعون نہیں ہیں کہ بات نہیں ہو سکتی لیکن سوائے Corona کے اس وقت کوئی discussion نہیں ہو سکتی۔ آپ یہ distractions کیوں پیدا کر رہے ہیں؟ تاکہ top shows میں یہ ہو اور حکومت کی performance نہ ہو۔ اس میں میرا یا تیرا نہیں ہونا چاہیے کہ وفاق نے یہ کہا اور اگر آج وفاق سے غلطی ہو گئی ہے تو کل ہم سے بھی ہو سکتی ہے یہ بڑے سنگین حالات ہیں اور اللہ نہ کرے ہمارے ساتھ ایسا ہو۔ آپ ہمیں اٹلی، امریکہ اور برطانیہ کے حالات کیوں سنا رہے ہیں ایسا ہوا ان سے cope نہیں ہو رہا they made mistakes we do not need to make those mistakes, we can learn, this is an unprecedented situation, why should we experiment on our people's lives? پھر ایک عجیب مخمصے میں ڈالا ہوا ہے کہ زندگیاں بچانی ہیں یا روزگار بچانا ہے life versus livelihood, there is no choice, life comes first اس میں کوئی confusion نہیں ہونی چاہیے۔ آپ پہلے لوگوں کی جانیں بچائیں گے پھر آپ کہہ سکتے ہیں

کہ lockdown سے جانیں نہیں بچ سکتی ہیں لیکن آپ مجھے بتائیں کہ آپ کی Policy کیا ہے؟
like the missing person, there is a missing policy, we still
don't know what is the policy of this country? آج smart
lockdown ہوتا ہے، آج soft lockdown ہوتا ہے اور آج crazy lockdown
ہوتا ہے، آج تو crazy lockdown ہے بالکل crazy ہے، باہر دیکھیں ہر جگہ دیکھیں لوگ تو
کہہ رہے ہیں ہمیں کوئی message ہی نہیں مل رہا ہے اور ہمیں اطلاع ہے کہ یہ herd
immunity کی طرف جارہے ہیں، What is herd immunity? چلیں آپ کے
پچاس فیصد لوگ بھی infect ہوگئے جو ہو بھی سکتا ہے عین ممکن ہے اس کی ایک فیصد بھی اموات
ہوئی تو دس لاکھ لوگ ہیں، فی الحال اموات دو فیصد پر ہیں۔ Is that acceptable to us?
That's not acceptable to us دس لاکھ پاکستانی جانوں کا نقصان that is not
acceptable to us مگر زیادہ ہو سکتی ہیں کیونکہ آپ نے کوئی Policy نہیں دی ہے اور
آپ نے اس پر کوئی سوچ مرتب نہیں کی ہے، آپ کہتے ہیں کہ صوبے ہمارے ساتھ بیٹھتے ہیں پھر
سب کچھ ٹھیک ہوتا ہے، بھائی وہ آپ کے ساتھ agree کرتے ہیں وہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم
ساتھ چلیں، لوگوں کو کہنا برا لگتا ہے کہ ہم اس وقت ایک ساتھ نہیں ہیں اس کو کوئی اچھا نہیں سمجھتا
کہیں گے کہ Opposition and Government is bickering یہ کوئی اچھا نہیں
لگتا۔ ہمیں آج یہ discussion کرنا چاہیے تھی کہ ہم health budget کتنا بڑھا سکتے ہیں
after 18th Amendment 1% of GDP ہوگیا ہے پہلے 0.49 to 0.50 ہوتا
تھا، 0.59 تک گیا اس کے بعد from 56 ملک میں 907 hospitals بنے ہیں، یہ 18th
Amendment کی achievements ہیں جو بھی ہیں صوبے ریاست نہیں ہیں، صوبے
خود مختار ہیں وہ ریاست نہیں ہیں please understand that nobody is on
their own, you are not on our own, we are not on your
own and all people are not on their own, please give
them that message, کوئی اکیلا نہیں ہے اور ہم آپ کو herd immunity کے
لیے نہیں چھوڑیں گے۔ جس نے کیا اور جو UK میں ہوا ان کا حال دیکھیں، ان کی اموات آسمان کو چڑھ
رہی ہیں، United Nations میں دیکھیں اور Asian ممالک سے سیکھیں، Wuhan میں

پھر آگیا ہےbut they had tried very hard انہوں نےTaiwan میں بہت کچھ کیا ہےeven New Zealand, New Zealand and Australia وہ کیا کر رہے ہیں؟ Asian ممالک بہت کچھ کر رہے ہیںSingapore میں بھی کافی success ہوئی تھی۔ So, we don't need to cite the decay economy is of the west with their sailing market capitalism because that has failed us, capitalism has seriously failed us. There is no honey and we are saying جناب چیئرمین! آخری pointآپ کا بجٹ آرہا ہے ہماری ترجیحات shift ہونی چاہیں ہم نے کچھ سیکھا یا نہیں سیکھا، ہماری ترجیحات بالکل بدلنی چاہیں۔ میری اطلاع کے مطابق دوسرے دوست اور دشمن ممالک سب کا بجٹ change ہورہا ہے to reflect human security, آج خبر آئی ہے کہ IMF سے طے ہوگیا ہے کیا ہونا ہے IMF سے جو طے ہوگیا ہے Planning Ministry اس کے برعکس کچھ اور کہہ رہی ہے۔ آپ نے 1.2 trillion نیچے زمین پر جو عوام کو تختی لگا کر منتقل کیا ہے، اس میں بھی آپ نے 60% صرف Benazir Income Support/ Ehsas تختیاں لگاتے رہتے ہیں، تختی بدل دی اور ہماری achievement ہوگئی اس میں آپ نے 1.2 میں سے بھی 60% دیا ہے باقی کدھر گیا ؟ ?Construction Industry ادھر ادھر بھائی Construction Industry comes latter, Crony Capital comes latter, back business comes latter, no they can run their own wheels, they can support the rest of the population اگر ہماری دس دس لاکھ اموات ہوگئیں اور ہمارے اس وقت جو طبّی عملے ہیں ان کا حال دیکھیں، اس وقت ان کی 11 اموات ہوچکی ہیں ان سب کو سرخ سلام، 440 doctors and 215 paramedics and 111 Nurses infected ہیں۔ ابھی تو خیبر پختونخوا کے نمبرز نہیں آئے ہیں وہاں پر تو غدر مچا ہوا ہے اور کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ کل جو چیئرمین بلاول کہہ رہے تھے وہ صرف سندھ کی بات نہیں کر رہے تھے میں نے جو صوبوں سے سنا ہے they are feeling like they're on their own بلوچستانlockdown آگے کرتا ہے، پنجاب تھوڑا آگے کرتا ہے، سندھ کچھ اور کر رہا ہے آپ بیٹھ کر لوگوں کے ساتھ policy بنائیں، آپ نہ تو meeting

میں بیٹھ سکتے ہیں اور نہ کسی کی سن سکتے ہیں۔ ہم online پارلیمانی meeting میں سارے آئے بلکہ Bilawal House was webhosting that meeting اس وقت National Assembly کے پاس equipment نہیں تھا ہم نے کہا Of course we will do it وزیر اعظم صاحب آئے سب بہت خوش کہ وزیر اعظم صاحب اس پر ایک National Action Plan بنائیں گے یہ ہمارے لیے دہشت گردی سے بدتر وبا ہے، کچھ سنا کر وہ چلے گئے؟ what is more important than forging unity for your people? ان کو کون سا کام آج بھی busy رکھے ہوئے ہے کہ Upper House کا Session ہو رہا ہے یہاں پر چاروں صوبوں کی نمائندگی ہے اور وہ کہیں اور busy ہیں اور وہ اس ایوان کو message دے رہے ہیں کہ

Parliament is irrelevant and I don't want to say, I would very much like to see him respected standing here day after tomorrow in the Session and telling us his plan. Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ، سینیٹر سید شبلی فراز صاحب، آپ یا شاہ صاحب؟ بتائیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد ایوان): میں تو چاہوں گا میں بھی بات کروں، شاہ صاحب بھی آئے ہوئے ہیں وہ کچھ دیر بات کر لیں اس کے بعد میں چاہوں گا کہ مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب چیئرمین: جی شاہ محمود قریشی صاحب۔

Makhdoom Shah Mahmood Hussain Qureshi, Minister for Foreign Affairs

شاہ محمود حسین قریشی (وزیر برائے خارجہ امور): شکریہ، جناب چیئرمین! آپ نے آج COVID-19 پر Senate میں بحث کا آغاز کروایا، میں قائد حزب اختلاف سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق صاحب کا بے حد مشکور ہوں، سینیٹر شیری رحمٰن صاحبہ کا کہ انہوں نے ہمیں اپنے input سے مستفید کیا۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر صاحبان سنیں۔

مخدوم شاہ محمود حسین قریشی: جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں ہم جس موضوع پر بحث کر رہے ہیں یہ ایک unprecedented challenge ہے اور دنیا recognise کر رہی ہے کہ دوسری عالمی جنگ کے بعد اگر دنیا کو کسی crisis سے نبرد آزما ہونا پڑا ہے تو وہ COVID-19 کا Crisis ہے۔ ہم سے زیادہ موثر اور مستحکم معیشتیں جو ہیں جیسے کہ سینیٹر صاحبہ فرما رہی تھیں ان کے اپنے ہاتھ پاؤں پھول گئے آپ دیکھ رہے ہیں امریکہ کی کیفیت آپ کے سامنے ہے یورپ، اٹلی، فرانس، جرمنی اور برطانیہ آپ دیکھ رہے ہیں وہ کیفیت کیا ہے؟ اب ان حالات میں رہتے ہوئے پاکستان جیسے developing countries نے بھی اس آفت کا، اس وبا کا مقابلہ کرنا ہے اور ان شاء اللہ ہم کر رہے ہیں اور کریں گے اور میرا یقین کامل ہے کہ ہم بحیثیت قوم اس کو شکست دینے میں کامیاب ہوں گے۔ جناب چیئرمین! میں یہاں کہتا چلوں کہ یہاں محترمہ نے کہا کہ confusion ہے کوئی policy نہیں ہے میں بصد احترام ان سے اختلاف کرتا ہوں، confusion ہرگز نہیں ہے policy واضع ہے، ایک National strategy مرتب کی جاچکی ہے اور اس میں اتفاق دیکھیں کہ اس کے مرتب کرنے میں ان کا اپنا ہاتھ ہے، ان کی اپنی حکومت کا ہاتھ ہے اور ہمیں خوشی ہے اور ہم اس input کو اہمیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جتنی policies اس وقت نافذ کی گئی ہیں جن پر عمل کیا جارہا ہے اس میں پیپلز پارٹی کا پورا input ہے کیونکہ دونوں forums جن پر ان policies پر بحث کی جاتی ہے National Cooordination Committee, اس کے ممبرز کون؟ ہیں وزیر اعلیٰ سندھ اس کے ممبر ہیں اور ہر اجلاس میں جس میں میں بھی جاتا ہوں سب سے پہلے صوبوں میں اگر floor دیا جاتا ہے تو وزیر اعلیٰ سندھ مراد علی شاہ کو دیا جاتا ہے اور ان کی بات کو وزیر اعظم بڑے غور سے سنتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ PML(N) کی جو input ہے وہ ہمیں وزیر اعظم آزاد کشمیر سے مل جاتی ہے گلگت بلتستان میں ان کی حکومت ہے اور ان کے Chief Minister اپنا input دیتے ہیں، ہم ان کو نہ صرف سنتے ہیں، ان کی ہر مثبت چیز کو incorporate بھی کرتے ہیں اور ان شاء اللہ ہم ایسا ہی کرتے چلے جائیں گے۔ جناب چیئرمین! ایک تاثر دیا جارہا ہے کہ یہ جو وبا جس سے ہم دوچار ہیں اس کا حل lockdown, ہے، ہرگز نہیں اس کا حل lockdown ایک حکمت عملی کا ایک جزو ہے اس کا حل تو ایک vaccine کی ایجاد ہے جس پر پوری دنیا کوشش کر رہی ہے, وقت لگے گا 18

months لگ سکتے ہیں، دو سال لگ سکتے ہیں، کم وقت بھی لگ سکتا ہے لیکن وقت لگے گا۔ اصل حل تو وہ ہے جب تک وہ حل سامنے نہیں آتا تو ہم نے دیکھنا ہے کہ ہم اس کی prevention کو اس کے spread کو کس طرح محدود کر سکتے ہیں؟ اور جب محدود کرنے کی بات کرتے ہیں تو lockdown اس کی حکمت عملی کا ایک حصہ ہے کہ اس کا جو curve ہے اس کا جو پھیلاؤ ہے اس کی مدت کے دورانیہ میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ میں عرض کرتا چلوں یہاں یہ بھی کہا گیا کہ وزیر اعظم کہاں ہے؟ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ وزیر اعظم صاحب اسلام آباد میں ہیں میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں میں سمجھتا ہوں، میں آپ کے اشارے سمجھتا ہوں، آپ کے ساتھ بڑا عرصہ گزرا ہے، میں سب اشارے سمجھتا ہوں اور وزیر اعظم صاحب روزانہ COVID-19 پر meeting کرتے ہیں اور صبح سے شام تک جب سے اس وبا سے ہمیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے، انہوں نے اگر کوئی نشست کی ہے اور وہ روزانہ صبح سے شام تک کرتے ہیں وہ ایک ہی issue ہے اور وہ COVID-19 ہے جس پر وہ meetings کرتے ہیں اور وہ احکامات دیتے ہیں۔ National Coordination Committee ہے جن پر ان کی اپنی نمائندگی ہے اور اپنے وزراء اعلیٰ اس بات کی نشان دہی کر دیں گے، اس وقت تک کم از کم گیارہ اجلاس ایسے ہیں جو وزیر اعظم خود share کر چکے ہیں اور جو National Command and Operation Centre اس کا روزانہ 9 سے 11 بجے تک اجلاس ہوتا ہے، جس کی صدارت Minister for Planning, Asad Umar Sahib کرتے ہیں جس میں آپ کی نمائندگی ہوتی ہے سندھ کا وزیر اعلیٰ ہوتا ہے، آزاد کشمیر کے Chief Secretary ہوتے ہیں، گلگت بلتستان کے Chief Secretary ہوتے ہیں اور ساروں صوبوں کا input وہاں پر آتا ہے۔ مقصد کیا ہے؟ ہم ان سے update لیتے ہیں کہ آپ کے صوبے کی کیا update ہے۔ نمبر دو consultations کرتے ہیں اور ان consultations کو بنیاد بنا کر ہم ایک اتفاق رائے پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس اتفاق رائے سے ہم اپنی حکمت عملی واضع کرتے ہیں اور وہ اجلاس اپنی سفارشات لیکر National Coordination کمیٹی میں جاتا ہے اور National Coordination Committee جہاں پر پھر ان کی نمائندگی ہوتی ہے وہ اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔ میں یہ بصد احترام کہنا چاہوں گا، میں ایک interesting phenomena دیکھ رہا

ہوں ہم Political لوگ ہیں اور سیاسی ضروریات ہم سمجھتے ہیں ایک دوسرے کی سیاسی مجبوریاں اور ضروریات ہم سمجھتے ہیں۔ ہم جب meeting میں آتے ہیں تو ماحول کچا اور جب باہر نکلتے ہیں اور press conference آتی ہے اور Camera کا جب focus ہوتا ہے تو پھر ہمارے تیور بدل جاتے ہیں اور لازمی بات ہے سیاست کرنی ہے، سیاسی بقا ہے، جنگ ہے اور survival ہے وہ ضروریات ہم سمجھتے ہیں ہم بھی سیاسی عمل سے گزرے ہیں ہم بھی ان چیزوں کو پوری پوری طرح سمجھتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں پہلی بات جو اس ایوان کو عرض کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ پارلیمانی جمہوریت ہے اور پارلیمانی جمہوریت میں پارلیمان کی اہمیت سے کوئی انکار کر نہیں سکتا اس لیے آپ ہی کے چیئرمین کے ساتھ گفتگو کے بعد مسلم لیگ (ن) کی قیادت کے ساتھ گفتگو کے بعد ہم نے پوری SOPs کے ساتھ National Assembly کا اجلاس بلانے کا فیصلہ کیا اور جب ہم نے اجلاس بلایا تو ہماری ہی درخواست پر، ہم شکر گزار ہیں خواجہ آصف صاحب کے کہ جنہوں نے requisition واپس لی۔ اگر اجلاس بلانے میں ہمیں کوئی ہچکچاہٹ ہوتی تو ہم کیوں بلاتے۔ وہاں بھی تیار تھے اور یہاں پر بھی تیار ہیں ہر گز ہمیں اس میں کوئی دقت نہیں ہے کہ اجلاس بلایا جائے۔ جناب چیئرمین! اجلاس کا مقصد کیا ہے؟ اجلاس کا مقصد یہ ہے کہ ہم آپ کی گفتگو سنیں آپ کا input لیں جیسے میں نے کل کہا میں آج پھر دہرا دیتا ہوں یہ ایک National Emergency ہے اس کے لیے پوری Federation کو مل کر کام کرنا ہے، سب stakeholders کو مل کر کام کرنا ہے اور ہم نے ایک National حکمت عملی اپنانی ہے اور ہم اپنا رہے ہیں تاکہ مل کر ہم اس وبا کا مقابلہ کر سکیں اور اس کو شکست دے سکیں۔ جناب چیئرمین! اب یہاں اجلاس بلانے میں تاخیر کیوں ہوئی؟ تاخیر اس لیے ہوئی کہ اتفاق نہیں ہو رہا تھا، ستم ظریفی دیکھیں آپ ہی کے اپنے سینیٹ کے Deputy Chairman صاحب اس اجلاس کے خلاف تھے جو آپ بلا رہے ہیں ان کا تو بیان آیا ہے انہوں نے تو خود کہا ہے، آپ ہی کے پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک نام ور سیاست دان کہتے ہیں ہر گز اجلاس نہ بلاؤ، آپ کہتی ہیں ہمیں اجلاس میں روکا جا رہا ہے، آپ پہلے اپنی صفوں میں فیصلہ تو کر لیں، آپ چاہتے کیا ہیں؟ پھر جب بات ہوئی

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی کاکڑ صاحب بات کرنے دیں، آپ اپنی باری پر بولیں۔

Makhdoom Shah Mahmood Hussain Qureshi: Did I interrupt any of the Members that spoke before me? If I did not interrupt please bear with me.

جناب چیئرمین! میں نے تو ان کا بیان quote کیا ہے، میں نے تو بیان نہیں دیا، ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو میں بیان واپس لے لیتا ہوں۔ اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں خود ان کی قیادت بحث مباحثہ میں رہی کہ کیا کیا جائے؟ اجلاس بلایا جائے؟ کیا virtual بلایا جائے یا physical بلایا جائے؟ ہم نے چھ نشستیں کیں، چھ نشستوں کے بعد ہم بڑی مشکل سے ایک consensus پر آئے کہ جب اجلاس بلایا جائے تو کیسا بلایا جائے؟ میں نے برطانیہ کا جو طریقہ کار ہے ان کے سامنے رکھا، آپ کے سامنے نہیں آپ کی جو قیادت ہے ان کے سامنے رکھا اور ان کو بتایا House of Commons میں physical بھی ہو رہا ہے اور virtual بھی ہو رہا ہے hybrid ہے، کیا وہ کرنا چاہتے ہیں؟ دنیا میں کئی جگہ virtual اجلاس ہو رہے ہیں لیکن ہمارے لوگوں کا خیال تھا کیوں کہ ہمارے rules میں virtual اجلاس کی گنجائش نہیں ہے تو ہمیں physical اجلاس کرنا ہوگا ہم نے کہا ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آئیں بیٹھ کر SOPs develop کر لیتے ہیں اور ان SOPs کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اجلاس بلا لیتے ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: سینیٹر شیری رحمٰن صاحبہ please interrupt نہ کریں۔

Makhdoom Shah Mahmood Hussain Qureshi: I am trying to build an argument would you allow me?

جناب چیئرمین: سینیٹر شیری رحمٰن صاحبہ please interruption نہ کریں۔

مخدوم شاہ محمود حسین قریشی: جناب والا! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ ایک زمانے میں تو پیپلز پارٹی میں بڑا حوصلہ ہوتا تھا لیکن اب ان میں عجلت دکھائی دے رہی ہے، اب ان میں پریشانی دکھائی دے رہی ہے۔ یہ ان کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ کون سی پیپلز پارٹی ہے؟ کل میں جس پیپلز پارٹی کا ذکر کر رہا تھا، وہ تو کوئی اور تھی۔ لگتا ہے،۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ Please order in the House. جی شاہ صاحب! آپ جاری رکھیں۔

مخدوم شاہ محمود حسین قریشی: ' بدلتا ہے آسماں رنگ کیسے کیسے'۔ جو ہمیں جمہوریت کا درس دیتے تھے اور تلقین کرتے تھے، اب ان کا حوصلہ تو دیکھیں۔ آپ مت پریشان ہوں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم آپ کا بازو پکڑیں گے، آپ کے ساتھ چلیں گے اور آپ کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ آپ مت گھبرائیے، آپ کی جتنی تشنگی ہے، اس کو دور کرنا ہمارا فرض ہے اور ان شاء اللہ اس کو ضرور دور کریں گے۔

جناب والا! ہم نے فیصلہ کر لیا اور اب اجلاس ہو رہا ہے۔ کل اجلاس ہوا، کل ہوگا اور جمعے کے دن ہوگا۔ اس میں Opposition کا ہر input جو اس میں آئے گا، وہ ان شاء اللہ لیں گے، جو سیاسی نکتہ چینی ہو گی، وہ سن لیں گے، جو کام کی بات ہو گی، اس کو پلے باندھ لیں گے، اس کو NCC میں لے جائیں گے اور اس کے لیے پالیسی مرتب کر لیں گے۔

جناب والا! کہا گیا کہ کوئی uniform policy نہیں ہے۔ ایسا ہر گز نہیں ہے، یہ بالکل غلط بات ہے، بالکل لغو بات ہے۔ ایک uniform policy ہے اور uniform policy بنانے کے لیے ہم نے صوبوں کو اور مرکز کو یکجا کیا۔ ہم نے تمام stakeholders کو یکجا کیا۔ ہم نے NDMA کو بٹھایا، National Security Institutions کو بٹھایا اور پھر ہم نے National Security Committee کا ایک special اجلاس بلایا۔ یہ جانتے ہیں، یہ بھی حکومتوں میں رہے ہیں، اس کمیٹی میں صوبائی نمائندگی نہیں ہوتی لیکن on special invitation سب کو بلایا گیا، all Chief Ministers were invited to give their input اور ان کی input کو سامنے رکھتے ہوئے، پھر ہم نے 27 مارچ کو NCC کا اجلاس طلب کیا اور پھر NCOC for implementation بھی بنائی۔ ایسا کیوں کیا،

uniformity of policy, national policy, national approach and, Mr. Chairman, I can assure you that the Government is absolutely clear that this is a national crisis and we need a national response and we are evolving towards that situation the world is, not just Pakistan.

آپ نے دیکھا برطانیہ کی مثال لے لیں، بورس جانسن کا پہلا reaction کیا تھا اور پھر بعد میں بورس جانسن نے کیا فیصلہ کیا، وہ سب آپ کے سامنے ہے۔ اس وقت ان تفصیلات کا وقت نہیں ہے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرتا چلوں، ہم نے کہا کہ ایک زبان سے بات کیجیے۔ یہاں کہا جاتا ہے کہ جناب نکتہ چینی کی جاتی ہے، پیپلز پارٹی پر یلغار ہو گئی، سندھ پر تلوار چل گئی، ہر گز نہیں، سندھ ہمارا ہے، سندھ کا دارالخلافہ ہمارا ہے، آج بھی سندھ کے دارالخلافے میں اکثریت پاکستان تحریک انصاف اور ہماری حلیف جماعت ایم کیو ایم کی ہے۔ کیا آپ کو کراچی کا زیادہ درد ہے اور ہم کو نہیں ہے؟ ہر گز ہمیں درد ہے۔ کراچی اتنا ہی میرا ہے جتنا آپ کا ہے۔ آپ سندھ کے ٹھیکیدار مت بنیں۔ یہ پورا پاکستان ہے اور ہم پورے پاکستان کی بات کر رہے ہیں۔ کل جب میں نے دیکھا اور ان کی گفتگو سنی تو میں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کو کیا ہو گیا ہے۔ پیپلز پارٹی ایک زمانے میں وفاق کی علامت ہوا کرتی تھی اور جس پیپلز پارٹی سے وفاق کی خوشبو آیا کرتی تھی، آج اس سے صوبائیت کی بو آ رہی ہے۔ خدارا! اس رویے کو بدلیے، خدارا! سیاست کی خاطر یہ نہ کیجیے۔ I understand, difficulties ہیں، مجھے معلوم ہے کہ راشن کی تقسیم میں ان کو بے پناہ دقت ہوئی ہے اور آج ان کی سپریم کورٹ تک میں طلبی ہو رہی ہے کہ کہاں گئے وہ اربوں روپے جن کا آپ نے راشن تقسیم کیا۔ اب lockdown کی بات کرتے ہیں، lockdown تو کر دیا لیکن یہ کہتے ہیں کہ اب بڑا lockdown کرنا ہے۔ یہ کلفٹن میں lockdown, DHA میں lockdown, ملیر میں lockdown ہم نے دیکھا لیکن Interior سندھ میں lockdown کہاں تھا۔ آیئے میں آپ کو میرپور خاص لے جاتا ہوں، میں آپ کو سکھر اور حیدرآباد لے جاتا ہوں، کہاں کا lockdown, کون سا lockdown, کس نے دیکھا lockdown, جو آج بات کی جا رہی ہے lockdown کی۔

جناب والا! ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے نیک نیتی سے کوشش کی اور ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم آپ کی ہر اچھی کوشش کو سراہتے ہیں۔ مراد علی شاہ صاحب نے جو محنت کی ہے، میں ہر گز اس سے انکار نہیں کروں گا۔ اگر آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے دوستوں نے محنت کی ہے تو فبہا! ہم ان کو سلام پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے صحیح فیصلے کیے ہیں اور ہم ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہیں

گے لیکن یہ کہہ دینا کہ جناب یہ ہمیں طعنے دے رہے ہیں کہ اشرافیہ کے لیے سب کچھ ہے۔ نہیں، ایسا کچھ نہیں ہے۔ دیکھیں یہ سمجھنے کی بات ہے۔ سیاست میں کیا ہوتا ہے کہ کئی مرتبہ آپ out of context چیزوں کو quote کرتے ہیں اور اپنی مرضی سے چیزوں کو distort کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وزیراعظم نے یہ ہر گز نہیں کہا کہ یہ lockdown اشرافیہ نے کروایا۔ ان کی مراد کی میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ ان کی مراد یہ تھی کہ اس ملک میں دو طبقے ہیں۔ ایک اشرافیہ ہے اور ایک جو عام شہری ہے ، جو دیہاڑی دار ہے، جو مزدور ہے، جو ریڑھی والا ہے، جو کوچوان ہے، جو ٹیکسی ڈرائیور ہے، جو سڑک کوٹ کر بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ ایک زمانے میں وہ پرانی پیپلز پارٹی ان کی بات کیا کرتی تھی، آج کی پیپلز پارٹی میں وہ رواج نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پالیسی بدل گئی ہے، زاویہ بدل چکا ہے لیکن ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ آیئے جو اشرافیہ ہے، جو lockdown کی بات کرتی ہے اور جو بجا طور پر کرتی ہے، اس میں logic بھی ہے، کیونکہ ان کے پاس sustain کرنے کی capacity بھی ہے، ان کے پاس وسائل ہیں کہ وہ lockdown میں زندہ رہ سکتے ہیں لیکن وہ طبقہ جو downtrodden ہے، جو پسا ہوا طبقہ ہے ، ان کے پاس sustain کرنے کی capacity نہیں ہے۔ وہ بھوکے مر جائیں گے۔ ہمارے لیے twin challenge ہے۔ ایک challenge تو یہ ہے کہ ہم نے لوگوں کی کورونا سے جان بچانی ہے اور دوسرا challenge ہے کہ ہم نے لوگوں کی جان بچانی ہے بھوک اور غربت سے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ ماہرین معاشیات کہہ رہے ہیں کہ اگر lockdown کو مزید prolong کیا جاتا تو 18.6 million lay off ہو جانے تھے یعنی بیروزگار ہو جانے تھے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ ماہرین کہہ رہے ہیں کہ جس قسم کا یہ لوگ lockdown تجویز کر رہے ہیں، اگر اس کو برقرار رکھا جاتا تو پاکستان کا جو طبقہ غربت کی لکیر سے نیچے ہے، وہ 21 سے

71 million people additionally would be below the poverty line.

جناب والا! اب ہم کیا کرتے اور یہ بحث پورے ملک میں ہو رہی ہے ، یہ بحث امریکہ میں ہو رہی ہے، یہ بحث یورپ میں ہو رہی ہے، آج یورپ جو ease کر رہا ہے، وہ کیوں کر رہا ہے جناب چیئرمین! کیونکہ انہوں نے دیکھا ہے کہ یہ چیز unsustainable ہے۔ اب ان کا argument کیا ہوتا ہے؟ وہ یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اس لیے کیا کہ انہوں نے peak کر لیا

ہے اور اس کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ ہاں ہم نے بھی آج جو فیصلہ کیا ہے، وہ ہوا میں نہیں کیا بلکہ data کی بنیا پر کیا ہے۔ اڑھائی مہینے کے data کو ہم نے analyse کیا اور وہ data کیا کہتا ہے؟ Data یہ کہتا ہے کہ world میں death and infection ratio 6.8% ہے اور پاکستان میں ratio 2.17% ہے۔ دنیا کا جو infection curve ہے، اس کی exponential growth ہوئی، یوں گیا اور یوں نیچے آیا۔ ہمارے ملک میں حالات مختلف ہیں ، ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا curve بڑھ رہا ہے، rise کر رہا ہے اور جیسے جیسے testing بڑھے گی وہ مزید rise ہوگا اور اس میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں ہے لیکن اس کے flatten ہونے میں زیادہ وقت لگے گا۔ اب کتنا لگ سکتا ہے، دو مہینے لگ سکتے ہیں، چھ مہینے لگ سکتے ہیں۔ Can Pakistan sustain a lockdown of that nature? کیفیت یہ ہے کہ سندھ کی حکومت نے تاجروں کے ساتھ مذاکرات کیے اور ناکام ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ جی ہم online شروع کرتے ہیں لیکن ان کی online policy بھی ناکام ہو گئی۔ پھر تاجروں نے کہا کہ تم کھولو نہ کھولو، سوموار کے روز ہم کھول رہے ہیں۔ اس وجہ سے ان کو اپنی حکمت عملی پر نظر ثانی کرنی پڑی کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ lockdown پر مکمل طور پر عمل نہیں ہو رہا ہے، تاجر دھمکیاں دے رہے ہیں۔

پھر رمضان کا مہینہ آ گیا ، اب کیا کیا جائے؟ رمضان کے مہینے میں تو ویسے ہی مساجد میں نمازیوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے ،اب اس سال ایک بڑا مخمصہ پیدا ہو گیا۔ اگر مساجد میں جانے سے روکیں جو کہ انہوں نے کوشش بھی کی، لاٹھیاں چلائیں، لوگوں کو بند کیا لیکن ناکام ہو گئے اور لوگ مساجد میں گئے۔ پھر لوگوں کو بلایا، بٹھایا ، مختلف علماء اور مشائخ کو بلایا، پھر SOPs مرتب کرکے ان کو بتایا۔ حکومت وقت ہی لوگوں کو آگاہ کر سکتی ہے، awareness campaign چلا سکتی ہے۔ حضور والا! ہمارے ہاں کوئی dictatorship نہیں ہے، کوئی monarchy نہیں ہے، یہاں پر democracy ہے، یہاں پر لوگوں کو قائل کرنا پڑتا ہے، لوگوں کو ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے۔ ہم یہ سب کچھ ڈنڈے کے زور پر نہیں کر سکتے۔ اگر آپ کر سکتے ہیں تو کر دیجیے۔ پھر یہ ہمیں اٹھارھویں ترمیم کا طعنہ دیتے ۔ ہر گز نہیں، اٹھارھویں ترمیم ہماری ہے، یہ آئین ہمارا ہے، ہم اٹھارھویں ترمیم اور اس کی افادیت اور اہمیت کو آج بھی مانتے ہیں اور ہم صوبائی خود مختاری کے قائل

کل بھی تھے اور آج بھی ہیں۔ پھر یہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ جی اٹھارھویں ترمیم کو چھیڑنے کی بات کی جارہی ہے، اٹھارھویں ترمیم کو دفن کرنے کی بات کی جارہی ہے۔ شاید ان کو اس کی سیاسی ضرورت تھی، ان کو ایک نیا point چاہیے ہوگا۔ میں واضح طور پر on the floor of the House کہتا ہوں کہ اٹھارھویں کو دفن کرنا ہماری حکمت عملی اور ہماری سیاست نہیں ہے۔ اٹھارھویں ترمیم کے جو عمدہ عمدہ پہلو ہیں، وہ ہمیں کل بھی قبول تھے، وہ ہمیں آج بھی قبول ہیں۔

ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اٹھارھویں ترمیم کے نفاذ کو دس سال ہو گئے۔ دس سال میں ہمارے سامنے مختلف تجربات آئے، ان تجربات سے ہم نے بہت کچھ سیکھا۔ کہاں کہاں بہتری آئی ہے اور کہاں کہاں کمزوریاں ہیں۔ جہاں پر کمزوریاں ہیں، آیئے مل بیٹھ کر نظرثانی کرتے ہیں۔ ہمارے پاس تو دو تہائی اکثریت ہے ہی نہیں، آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ آپ کی ایما اور مرضی کے بغیر ترمیم ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں۔ بالکل بھی پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اٹھارھویں ترمیم کا ہم احترام کرتے ہیں، ہم ایک national policy مرتب کر رہے ہیں لیکن اٹھارھویں ترمیم آپ کو کسی حد تک خودمختاری دیتی ہے اور ہم بھی دینا چاہتے ہیں۔

جناب والا! بلوچستان کی ground reality پنجاب سے نہیں مل سکتی اور جو پنجاب کی ground reality ہے وہ ہو سکتا ہے کہ کراچی سے نہ ملے۔ لہٰذا ہمیں وہ تھوڑی بہت flexibility صوبائی حکومتوں کو دینی ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ہم چین گئے، میں وہاں کے صدر شی سے ملا۔ انہوں نے کہا کہ جو ہماری حکمت عملی وہاں میں تھی، جو ہماری حکمت عملی خوبے میں تھی وہ حکمت عملی تبت میں نہیں تھی کیونکہ تبت کے زمینی حقائق اور تھے اور وہاں کے زمینی حقائق اور تھے۔ لہٰذا ہم نے اسی چیز کو مدنظر رکھ کر بات کی ہے۔

جناب والا! ایک اور نقطہ۔ میں دو، تین نکات کی بات کرتا ہوں جو بہت اہم ہیں and please give me a few more minutes. کل بھی میں نے سنا تھا کہ جی بڑا ظلم ہو گیا، دہائی ہے دہائی ہے۔ Ordinance واپس کر دیا گیا۔ بالکل ہم Ordinance کا احترام کرتے ہیں جو سندھ حکومت نے جاری کیا ہے لیکن سندھ حکومت اپنے گریبان میں جھانک کر تو دیکھے

کہ وہ کیا Ordinance لا رہی ہے۔ کیا سندھ حکومت ان چیزوں پر قانون سازی کر سکتی ہے جو ان کے زمرے میں نہیں آتی، جو ان کا آئینی اختیار نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ نے utility bills معاف کر دیے، گیس کے bills معاف کر دیے۔ آپ ہوتے کون ہیں معاف کرنے والے۔ آئین نے آپ کو یہ اختیار نہیں دیا۔ How can you do it? تو گورنر نے کیا کہا کہ دیکھیے کہ میں نے اس پر ایک قانونی رائے لی ہے اور اس رائے کو لے کر میں نے آپ کو واپس کیا ہے۔ اس کو درست کر لیں اور وہ درست Ordinance لے آئیں میں اس پر دستخط کر دوں گا لیکن اگر آپ اس کے ذریعے اپنی مرضی اور سیاسی نشوونما کرنے کی کوشش کریں گے تو یہ ایسا نہیں ہو سکے گا۔

پھر جناب والا بات ہوئی کہ جی صوبوں کے ساتھ بالخصوص صوبہ سندھ کے ساتھ ناروا سلوک بڑھتا جا رہا ہے اور امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے۔ ہرگز نہیں۔ میں نے کل بھی کچھ facts and figures دیے تھے اور میرے پاس یہ تمام آج بھی موجود ہیں، میں محترمہ سینیٹر صاحبہ کی خدمت میں یہ تمام پیش کر سکتا ہوں۔ Masks N-95, suits ہر چیز جو ہم نے صوبہ سندھ کو دی ہے اور میں مختصراً یہ کہوں گا کہ آپ کی آبادی کے تناسب سے زیادہ دیا ہے۔ یہ کہہ دینا اور یہ ماتم کر دینا کہ ہائے سندھ کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہے، سندھ کے ساتھ نہ زیادتی ہوئی ہے اور نہ ان شاء اللہ ہو گی کیونکہ سندھ ہمارا ہے اور ان شاء اللہ سندھ میں ہم جائیں گے اور سندھ میں بھی ان شاء اللہ سیاسی طور پر ہم اپنا لوہا منوائیں گے، جیسے پنجاب میں منوایا، جیسے خیبر پختونخوا میں منوایا۔ تیاری کر لو، تیاری کر لو، ان شاء اللہ سندھ میں بھی ہم آ رہے ہیں۔

جناب والا! گلوبل recession and economy کی بات ہوئی۔ محترم راجہ ظفر الحق صاحب نے economy کا ذکر کیا، بجا طور پر کیا، سینیئر آدمی ہیں، سمجھدار ہیں، زیرک ہیں، ان کی دنیا پر نظر ہے اور انہوں نے سیاست سے ہٹ کر بات کی، میں اس لیے احتراماً اسی لہجے میں بات کروں گا جس لہجے میں انہوں نے گفتگو کی۔ فہم و فراست کی بات کی، انہوں نے کہا دیکھیے ایک recession آ رہا ہے اور یہ دنیا کہہ رہی ہے کہ یہ COVID-19 سے ایک global recession آیا ہے۔ The global economy will contract by 3%. Now, if the global economy contracts by 3% that comes to trillions of dollars. اب جب trillions of dollars ہوں گے تو اس کا

impact دنیا پر ہوگا اور پاکستان پر ہوگا۔ ہماری سب سے بڑی منڈیاں کون سی ہیں؟ یا یورپ ہے یا امریکا ہے۔ آج یورپ کی حالت آپ کے سامنے ہے، امریکا کی حالت بھی آپ کے سامنے ہے۔ آپ کی exports گری ہیں۔ صرف آپ مارچ کو اپریل سے اگر آپ compare کریں تو yours exports have gone down by 41%. جو گلف کی صورتحال ہے، جو تیل کی قیمتوں کا حال ہوا ہے، وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ پھر جو آپ کی labour کی remittances آتی ہیں، زیادہ کہاں سے آتی ہے، گلف سے آتی ہیں، اس طرح گلف سے بہت زیادہ lay off کا خطرہ ہے اور اگر گلف سے lay off ہوتی ہے تو اس کا impact آپ کی remittance پر ہوگا and there is an estimate, I cannot speak with the authority but there is an estimate that your remittances might go down between 20% to 23%. Now, remittances are going down, exports are going down, revenue collections are going down, so, there is a serious economic situation, جس کا ہم نے مل بیٹھ کر مقابلہ کرنا ہے اور serious economic situation میں بھی ہم نے ایک stimulus of 1.2 trillion rupees دیا ہے،

which is historic. Never in the history of Pakistan a stimulus of this nature has been given before.

جناب والا! راجہ صاحب نے ایک اور بہت عمدہ بات کی، and that is the difference between person who is speaking through experience and people who are here for political point scoring. آپ نے اس ایوان کی کشمیر کی طرف توجہ دلائی اور درست دلوائی۔ آج کشمیر کی جو صورتحال ہے، جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، and I speak as Foreign Minister of Pakistan, کہ یہ معاملہ بہت serious ہے۔ مقبوضہ کشمیر پہلے ہی بہت مشکلات سے دوچار تھا۔ وہ پچھلے نو مہینے سے siege کی کیفیت میں ہیں۔ ان کے حالات آپ سب کے سامنے ہیں۔ ان کی قیادت پابند سلاسل ہے، internet بند، communications blackout, یہ سب کچھ تھا لیکن اس کے بعد ان پر کورونا بھی آ گیا

اور کورونا کی آڑ میں، انہوں نے تعاون کا ہاتھ نہیں بڑھایا۔ وہ ظالم نرندر مودی ، وہ RSS, اور ہندوتوا کی سوچ رکھنے والی ہندوستان کی حکومت نے کشمیر کے لوگوں کا ظالمانہ طور پر گلا دبوچہ ۔ انہوں نے کورونا کی آڑ میں لوگوں کے گھروں میں گھسنا شروع کر دیا۔ انہوں نے وہاں کے نہتے لوگوں کو مارنا شروع کر دیا۔ اب انہوں نے ایک نئی حکمت عملی اپنائی ہے کہ جب وہ کسی کو مارتے ہیں تو لواحقین کو لاش بھی نہیں دیتے تاکہ اس کا جنازہ اور تدفین نہ ہو سکے اور کوئی احتجاج کی کیفیت پیدا ہو۔ انہوں نے پھر کورونا کی آڑ میں تعاون کرنے کی بجائے domicile rules میں تبدیلی کی تاکہ non-residents کو residents کے rights دیے جائیں اور property rights دیے جائیں اور اس پر ہم نے احتجاج بھی کیا۔ میں نے تمام اسلامی دنیا کے وزراء خارجہ کو الگ الگ خطوط لکھے، میں نے OIC کو خط لکھا اور میں OIC کے Secretary General سے کہا ہے کہ کہاں ہے OIC پاکستان OIC کا founding member ہے۔ OIC کب جاگے گی؟ OIC کب بولے گی؟ OIC کیوں نہیں بول رہی ہے؟ آج وہاں پر hate mongering ہو رہی ہے۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ ہم ہندوستان کو کورونا سے بچا رہے ہیں۔ ہم ہندوستان کو super spreaders یعنی مسلمانوں سے بچا رہے ہیں۔ ان کی hate mongering کی جا رہی ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے یورپین یونین میں، اقوام متحدہ میں اور سیکیورٹی کونسل میں ہم نے اس معاملے کو اٹھایا۔ جناب والا! میں نے کشمیر کی بات کر لی، اب آخری بات کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب۔

مخدوم شاہ محمود حسین قریشی: اس وقت محترمہ چلی گئی ہیں، اگر وہ ہوتیں تو میں ان کی خدمت میں پیش کرتا کہ ہم نے کئی فیصلے کیے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم نے احساس پروگرام کی بات۔ یہ رنگ دینا چاہ رہے ہیں کہ یہ احساس پروگرام اصل میں BISP ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ احساس پروگرام BISP نہیں ہے۔ ہمیں BISP پر کوئی اعتراض نہیں ہے، وہ پروگرام اچھا تھا، اس لیے ہم نے بھی اسے جاری رکھا لیکن BISP محدود تھا، چھوٹا تھا، ہم نے BISP کو expand کرکے احساس کی شکل دی ہے اور احساس کی شکل میں ہم 12 million families کو cash assistance provide کر رہے ہیں۔ BISP میں تو صرف 4 million لوگ مستفید

ہوتے ہیں۔ یعنی 12 million میں سے BISP is only 04 million and the rest is expanded through Ahsas Programme. I am just clarifying for PPP. کیونکہ جہاں ہم احساس کا کام کرتے ہیں تو وہ وہاں پر اپنے banners لے کر آ جاتے ہیں۔ مہربانی فرما کر لوگوں کی آنکھوں میں دھول مت جھونکیں۔ لوگ اتنے سادہ نہیں ہیں اور یہ آپ کو وقت بتائے گا کہ سادگی کا وقت گزر گیا ہے۔

اسی طرح commercial and industrial consumers کو utilities میں relief دیا ہے۔ پھر Utility Stores میں جو 19 items کو subsidize کیا ہے اور اس کے لیے 50 ارب روپے کی رقم مختص کی ہے۔ کیا سندھ اس سے مستفید نہیں ہو رہا ہے؟ کیا اس سے چاروں صوبے مستفید نہیں ہوں گے؟ کیا اس سے صرف اسلام آباد مستفید ہوگا؟ نہیں، پورے پاکستان کا سوچا جا رہا ہے اور رمضان پیکج اس کے علاوہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ 75 ارب روپے ایک اور جو Prime Minister's Relief Fund ہے، اس میں خاطر خواہ رقم آئی ہے وہ سارا پیسہ ہم divert کر رہے ہیں to unemployed people because of corona جو بے روزگار ہوئے ہیں، اس طبقے کو ہم ایک relief دینا چاہ رہے ہیں۔ میں ابھی بات ختم کرتا ہوں۔ جناب والا! میں حزب اختلاف کو دعوت دیتا ہوں کہ آیئے، اگر آپ کے پاس تجاویز ہیں تو ہمارے سامنے رکھیں، ہم خندہ پیشانی سے، فراخ دلی سے سنیں گے اور قبول کریں گے۔ سیاست کرنی ہے ضرور کیجیے، وہ آپ کی مجبوری ہے، آپ کی ضرورت ہے، ہماری بھی ضرورت ہے۔ جب آپ سیاست کریں گے تو ہم بھی سیاسی زبان میں جواب دیں گے۔ جب آپ قومی بات کریں گے تو ہم بھی قومی انداز میں سوچیں گے۔ آپ کو دعوت دے رہا ہوں کہ آئیں مل بیٹھ کر بات کریں، ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مصدق ملک۔

<u>Senator Musadik Masood Malik</u>

سینیٹر مصدق مسعود ملک: بہت شکریہ۔ جناب والا! آپ کو دو کہانیاں آج اپنی بات شروع کرنے سے پہلے سنانا چاہوں گا۔ آج سے تقریباً 20 سال پہلے ایک دن میرا بیٹا بیمار ہو گیا۔ کئی مہینے تک اس کا بخار نہیں اترا تھا۔ بہت پریشان رہے میں اور میری بیگم۔ ہم ایک ڈاکٹر کے پاس گئے، اس ڈاکٹر نے bow tie لگا رکھی تھی، اس نے مجھے انگریزی میں کہا کہ if all the things that I

can tell you today about your child's diagnosis and prognosis, you are lucky that I cannot tell you anything. So let us hope to God that this was one of those paediatric mysteries that would just go away. اللہ نے بہت کرم کیا وہ mystery تھی، کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ Kawasaki syndrome ہے، مگر وہ mystery چلی گئی وہ ماشاء اللہ جوان ہو گیا لڑکا لیکن اس دن جب میں ہسپتال سے نکلا تو میری آنکھوں میں آنسو تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ آج وہ کیا ایک چیز ہے جو میں قربان کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں اپنے بیٹے کے لیے؟ اور مجھے احساس ہوا کہ دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو میں قربان کرنے کو تیار نہیں تھا، اپنی زندگی سمیت۔ تو اس دن پہلی مرتبہ مجھے موت اور خوف سے آزادی ملی محبت کے ذریعے۔ میں آپ کو ایک اور کہانی سناتا ہوں۔ آج سے کچھ 11 سال پہلے، 12 سال پہلے ایک حادثے میں میرے چھوٹے بیٹے کے دونوں پیر جل گئے۔ میں اس وقت Middle East کی ایک بڑی strategy consulting company کو head کر رہا تھا۔ میرے پاس insurance تھی ہر قسم کی تو جو بہترین burn hospital ہے میں اور میری بیگم ہم نے اپنے بچے کو اٹھایا 18 مہینے کا تھا اور ہم وہاں لے گئے۔ کرسمس کی شام تھی جیسے ہی انہوں نے بچے کی حالت دیکھی ایسے لگا کہ پتا نہیں کیا ہو گیا ہے، کوئی siren چل گیا ہے، وہ تمام ڈاکٹرز، burn surgeons, plastic surgeons وغیرہ وہ سب آ گئے۔ تو جب میرا بیٹا settle ہو گیا surgical area میں تو میں نیچے گیا اپنی insurance کے کارڈ لے کر اس کی registration کروانے تو میں نے فارم پر کیا اور میں نے وہ بڑھا دیا وہ جو receptionist تھے ان کی طرف اور ساتھ میں اپنے کارڈز بھی بڑھا دیے تو اس لڑکی نے فارم تو میرا لے لیا اور کارڈز میرے ایک ہاتھ سے واپس کر دیے اور اس نے مجھے کہا ہے کہ we here believe that no value can be put on the life of a child so we put none. تو میں بہت پریشان ہوا اور میں نے بہت اصرار کیا کہ میں insurance کے پیسے دیتا ہوں، ہم یہ afford کر سکتے ہیں، آپ خدا کے واسطے یہ پیسے لے لیں اور کسی غریب بچے کی مدد کر دیجیے گا جس کے پاس پیسے نہیں ہوں گے۔ تو انہوں نے کہا مجھے کہ ہم نے آپ کو ابھی بتایا ہے ہم زندگی کی قیمت نہیں لگاتے کیونکہ زندگی بیش قیمت ہے اور ہمارے پاس بہت سے مخیّر حضرات ہیں جو اس ہسپتال کو

30 ملین ڈالر سے چلاتے ہیں ہمیں کسی کے پیسے کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں کسی بھی جگہ سے کوئی بھی burn victim آئے گا تو ہم اس کو treat کریں گے۔ آپ اپنے یہ لے جایئے جب میں نے اصرار کیا تو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر if you want to serve and pay back go to public service or work for a charity. آج جو میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اس کی ایک بڑی وجہ وہ pay back ہے۔ تو آج یہ دونوں چیزیں میں آپ کے سامنے لے کر کھڑا ہوا ہوں، دونوں سوالات میں آپ کے ذریعے اس پارلیمان، اس ہاؤس کے آگے پیش کرتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے ایک آپ کی زندگی سمیت جو آپ اپنے بچے کی زندگی بچانے کے لیے اس وقت قربان نہیں کریں گے؟ دوسرا سوال جناب والا! میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیا قیمت ہے زندگی کی جو آپ آج لگائیں گے؟ میں سوچتا ہوں وہ ڈاکٹر کی چاہے ایمبولینس ہو، وہ عورت ہو جس کی آنکھوں میں آنسو تھے جو تین چار گھنٹے ڈھونڈتی رہی وینٹیلیٹر ایک ہسپتال، دوسرا ہسپتال، تیسرا ہسپتال وہ بھی یہی کہتی ہوگی کہ مجھ سے سب کچھ لے لو آج مگر میرے خاوند کو بچالو۔ میں سوچتا ہوں کہ ایک جو young doctor تھی یہاں PIMS میں جس کو بغیر باتھ روم کے بند کر دیا گیا اور وہ بار بار ویڈیو بنا کر بھیجتی رہی کہ خدارا! میرا ایک چھوٹا بچہ ہے، میں گھر نہیں جانا چاہتی، میرا بچہ مر جائے گا، مجھے کسی ایسی جگہ پر رکھیں جہاں میں dignity کے ساتھ چند گھنٹے، چند دن گزار سکوں، کوئی جگہ دے دیں تو وہ بھی یہی سوچتی ہوگی کہ آج میں اپنے بچے کو بچانے کے لیے اس indignity کا شکار ہو رہی ہوں اور تیار ہوں مرنے کے لیے بھی۔ تین دن سے infection کے باوجود میں مریضوں کو infect بھی کر رہی ہوں اور ان کو شفاء بھی دے رہی ہوں تو کوئی تو میری مدد کو آئے، کوئی protocol, کوئی اصول، کوئی policy۔ میں سوچتا ہوں وہ بے شمار لوگ جو اپنے بچوں کو اٹھائے پھر رہے ہیں، جن کی respiration بند ہو رہی ہے اپنے والدین کو لیے پھر رہے ہیں وہ مجھ سے مختلف تو نہیں ہیں، آپ سے مختلف بھی نہیں ہیں اور اگر میں نے اس دن یہ کہا کہ میں اپنی جان بھی دینے کو تیار ہوں تو مجھے یقین ہے کہ وہ سب بھی اپنی جان دینے کو تیار ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہماری پالیسی ان کی جان لینے پر کیوں مصر ہے۔ اس وقت ہماری پالیسی کیا ہے؟ ہماری پالیسی یہ ہے جناب والا! ہم lockdown کو کھولے دیتے ہیں کیونکہ ہماری حکومت بھوک اور موت کی تکرار کر رہی ہے۔ یہ بھوک اور موت کی تکرار جناب والا! حکومتوں کا کام نہیں ہوتا، حکومت کا کام ہوتا ہے

بھوک کے خلاف ایک موثر پلان دینا اور موت کے خلاف ایک موثر پلان دینا۔ یہ تکرار جو ہمیں سننے کو ملتی ہے کہ موت یا بھوک یہ جناب والا! حکومت کا کام نہیں ہے۔

ہمارے ہاں اس وقت جو پالیسی ہے ہم اگرچہ اس کو یہ نہیں کہتے مگر جب ہم lockdown ہٹاتے ہیں تو ہم herd immunity کی طرف جا رہے ہیں، herd immunity کا مطلب یہ ہے جناب والا! کہ جب 60, 70 فیصد لوگوں کو یہ infection ہو جائے گی، جس کو مرنا ہے وہ مر جائے گا اور جس کو بچنا ہے وہ بچ جائے گا، اس میں جب immunity ہو گی تو جو بچ جائیں گے وہ معیشت کا پہیا چلائیں گے لیکن جو بات ہمیں نہیں بتائی جا رہی وہ یہ ہے کہ قبرستان کی کوئی معیشت نہیں ہوتی۔ جب لوگوں کو infection ہوگا اور جب پوری دنیا کے لوگوں کو infection ہوتی ہے تو وہ مرتے ہیں تو آپ مجھے بتایئے جناب والا! کہ پاکستان میں کیوں لوگ نہیں مریں گے؟ لہٰذا میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم آج حکومت کا ہاتھ مضبوط کریں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت مشکل وقت ہے اور جس چیز کو ہم یکجہتی کہہ رہے ہیں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں جناب والا! ہر سات سے دس دن میں اموات جو ہیں وہ دگنی ہو رہیں ہیں حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق۔ آج 700 کے قریب ہونے کو ہیں اس کا مطلب ہے سات دس دن میں 1400 ہو جائیں گی، اس کا مطلب ہے مزید سات سے دس دن میں 2800 ہو جائیں گی۔ اس کا مطلب ہے کہ مزید سات، آٹھ دن میں 5000 سے زیادہ ہو جائیں گی۔ اب میں سوال اس ایوان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا نمبر ہے موت کا؟ جس میں ہر بچہ میرا، آپ کا بچہ ہے ہر بزرگ میرے آپ کے ماں اور باپ ہیں۔ میری 75 سالہ والدہ ہیں جن کو بڑی مشکل سے ہم نے ایک کمرہ میں رکھا ہوا ہے کیونکہ وہ hypertensive ہیں ، diabetic ہیں ، ان کو coronary artery disease ہے ان کے لیے تو یہ virus موت کا پیغام ہے اور ہم سب کے بزرگ ہیں اللہ سب کو سلامت رکھے، ہمیں، ہمارے بزرگوں کو، ہمارے دوستوں کے بزرگوں کو، ہمارے سیاسی مخالفین کے بزرگوں کو لیکن بزرگوں میں موت کی شرح 10 سے 20 فیصد کے قریب ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ ہمارے ملک کی زیادہ آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے، جہاں 85 فیصد کے لگ بھگ 50 سال سے کم عمر ہیں اس لیے ان میں موت کی شرح تھوڑی کم ہو گی لیکن جو بزرگ ہیں، جو تقریباً تین سے ساڑھے تین کروڑ بزرگ جو ہیں ان میں موت کی شرح وہ نہیں ہو گی جو ہماری

جوان آبادی میں ہے تو کیا وہ تین، ساڑھے تین کروڑ لوگ، جو بزرگ ہیں جن میں 10 سے 20 فیصد اموات کی شرح ہو گی، کیا یہ ہمارے لیے acceptable ہے؟ تو جناب والا! یکجہتی یہ ہے کہ ہم اس حکومت کی پالیسی کو oppose کریں، یہ ہے یکجہتی ۔ یکجہتی یہ ہے کہ اس وقت آج اس فورم پر اور ہر اس فورم پر جہاں پر ہمارا کام ہے قانون بنانا، آئین بنانا، اصول بنانا، پالیسی کو بہتر بنانا تو اس تحریک میں کہ آپ حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتے ہیں، اس تحریک میں کہ ہم حکومت کی پالیسی کو بہتر کرنا چاہتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ تجاویز پیش کریں۔ جناب والا! یہ ملک پاکستان مسلم لیگ کا نہیں ہے، یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا بھی نہیں ہے، یہ پی ٹی آئی کا بھی نہیں ہے، یہ ملی عوامی پارٹی کا بھی نہیں ہے، یہ جماعت اسلامی کا بھی نہیں ہے، جے یو آئی ایف کا بھی نہیں ہے، یہ پاکستانیوں کا ملک ہے۔ یہ پنجابی کا، سندھی کا، بلوچ کا، پٹھان کا، بلتی کا، کشمیری کا ملک نہیں یہ پاکستانیوں کا ملک ہے۔ یہ کسی غریب کا، امیر کا، مزدور کا، سرمایہ دار کا، لکھاری کا، دانشور کا ملک نہیں ہے، یہ پاکستان کا ملک ہے، یہ تمام پاکستانیوں کا ملک ہے، اس وجہ سے ہم سب کو ایک مؤثر پالیسی بنانی ہو گی اور مؤثر پالیسی کے خدوخال آپ کے توسط سے حکومت کو پیش کرنے ہوں گے۔ جو recommendations ہم پیش کرنا چاہتے ہیں ، مؤثر recommendations, specific recommendations وہ یہ ہیں کہ ایک مؤثر lockdown عید کے بعد تک کیا جائے۔ مؤثر lockdown ایسا lockdown جو پہلے ڈیڑھ دو ہفتے کیا گیا تھا اور اسی حکومت نے کیا تھا اور ہم نے تعریف کی تھی حکومت کی اور حکومت کے ہاتھ مضبوط کیے تھے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسی طرح کا مؤثر چار چھ ہفتے کا یا تین چار ہفتے کا lockdown کیا جائے جس سے اس virus کی کمر ٹوٹ جائے۔ پوری دنیا میں جناب والا! کسی بھی جگہ پر چھ سے آٹھ ہفتے کے lockdown کے بعد اس virus کی کمر ٹوٹ گئی ہے اس کی شرح گر گئی ہے پھر انہوں نے lockdown نرم کرنا شروع کیے ہیں چاہے وہ اٹلی ہو، سپین ہو، فرانس ہو، برطانیہ ہو کوئی دنیا کا ملک ہو چین ہو، سنگاپور ہو جن ممالک کی مثالیں آپ نے دی ہیں، ہر جگہ پر virus کی پہلے کمر توڑی گئی ہے اور پھر lockdown نرم کیا گیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب ہم نے مؤثر lockdown کیا تو ایک شخص مر رہا تھا جب کھولا تو تیس مر رہے رہے تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس دن ہم نے lockdown مؤثر کیا اس دن صرف 20 اشخاص کی تشخیص روز ہو رہی تھی اور جس دن کھولا اس دن 700 سے لے کر 1500 ,1400

ہوگئے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے مجھے بتایئے؟ تو ایک مؤثر lockdown کی ہمیں ضرورت ہے ایک تجویز۔ دوسری تجویز یہ کہ اب سے لے کر عید تک کا جو وقت ہے اس میں پاکستان کا اور مجھے معلوم ہے کہ کچھ کام یہ central control کر رہی ہے اور بہت اچھا کام کر رہی ہے اور ہم معترف ہیں اس کے کہ پورے ملک کو وارڈز کے اندر یا یونین کونسلز کے اندر تقسیم کیا جائے اور اس وقت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ لوگ جن کے اندر بیماری کے آثار ہیں 100 فیصد ان کو ٹیسٹ کیا جائے اور جہاں پر بیماری کے آثار نہیں ہیں وہاں پر serum testing کی جائے 100 random sample سے 200 لوگوں کا۔ اس سے زیادہ کی ضرورت ایک یونین کونسل میں نہیں ہو گی اور وہاں کے لوکل ڈاکٹروں سے لیا جائے symptomatic input کہ کیا کیا اور کس قسم کے symptoms اس یونین کونسل میں آ رہے ہیں اور ان تین بنیادوں پر 100 فیصد وہ لوگ جو symptomatic ہیں ان کے 100 tests, random sample سے 200 لوگوں کے وہ جو Symptomatic نہیں ہیں اور ڈاکٹروں کی input بنیاد پر پورے پاکستان کو red, yellow and green zones میں تقسیم کر دیا جائے اور یہ جو آپ مؤثر lockdown کریں گے اس سے green zones میں 70 فیصد تک کمی ہو جائے گی، اس سے virus کی کمر ٹوٹ جائے گی تو جو green zones ہیں ان میں full economic activity کریں آپ عید کے بعد۔ جو yellow ہیں وہاں پر نرم lockdown کریں اور جو red zones ہیں ان کو quarantine کریں وہ تھوڑے رہ جائیں گے۔ ان quarantined area میں جو غریب لوگ ہیں آپ اپنے تمام پیسے بھوک، مفلسی اور علاج ان red areas پر focus کریں اور وہاں پر کھانا پہنچائیں اور وہاں پر پیسے پہنچائیں۔ تو سوال اٹھتا ہے کہ پیسے کہاں سے آئیں گے؟ ابھی ہمیں 1.4 بلین ڈالر دیے ہیں IMF نے صرف کرونا کے لیے یہ 230 ارب روپے بنتے ہیں۔ ہم کہہ تو رہے ہیں 1400 ارب لیکن 200, 300, 400 ارب روپے کا تو ہم نے صرف construction کا package دے دیا، manufacturer کو package دے دیا، exporters کو package دے دیا۔ ان کے پرانے پیسے outstanding سو ارب کے تھے وہ واپس کر دیئے۔ اچھا کیا، لیکن کیا یہ وقت ایسا نہیں کہ وہی پیسے 230 ارب میں ڈال کر غریبوں میں بانٹ دیئے جاتے۔ ہم اس بات کے معترف ہیں کہ احساس پروگرام BISP پروگرام کو بڑھایا گیا۔ ہم

اس کی تعریف کرتے ہیں لیکن یہ جو اضافی پیسے ہیں حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق، اس وقت بیس فیصد یعنی پانچ کروڑ لوگ غربت کی سطح سے نیچے ہیں۔ بیس فیصد لوگوں کو ایک مہینہ کھانا کھلانے کے لیے صرف پانچ سو ارب چاہیے جس میں سے 230 ارب آئی ایم ایف دے چکی ہے۔ تین سو، چار سو ارب روپے کے package بنا چکے ہیں تو خدارا! آپ موثر لاک ڈاؤن کیوں نہیں کر سکتے۔ کل ایک ٹی وی پروگرام پر تھا کہ ایک سفید پوش آدمی تھا، وہ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا چاہتا تھا، اس نے تنگ آ کر خودکشی کر لی۔ یہ پارلیمان ہے، آج ہم کیوں اس طرح کی قانون سازی نہیں کر سکتے کہ وہ تمام پرائیویٹ سکول جنہوں نے اتنا ڈھیر سارا پیسہ ہمارے بچوں سے کمایا ہے وہ اس وقت کسی استاد کو layoff نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ جو pajero اور نا جانے کون کون سی گاڑیاں چلاتے ہیں، سرمایہ دار ہیں، انڈسٹریوں کے مالک ہیں، اللہ ان کو اور ترقی دے، اللہ ان کو اور پیسہ دے، مگر ہم ان گاڑیوں کی موجودگی میں کیوں ایسی قانون سازی چار ہفتوں کے لیے نہیں کر پاتے کہ ان سفید پوش لوگوں کو نوکری سے برخاست نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کے جو من میں آئے انہیں incentive دیجیئے لیکن وہ کسی غریب کو اس وقت layoff نہیں کر سکتے، اس کی تنخواہ نہیں روک سکتے۔ اگر آپ کسی غریب آدمی کے لیے پانچ سو ارب میں موثر لاک ڈاؤن کر سکتے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہمیں، آپ کے ہاتھ مضبوط کریں گے، قانون سازی کر سکتے ہیں تو پھر روک کس چیز کی ہے۔ یہ بھوک و موت کی تقریر کس چیز کی ہے۔

جناب والا! آپ کے توسط سے اس پارلیمان کے ہاؤس کو کہوں گا کہ آج جب آپ قلم اٹھائیں، جناب چیئرمین! جب آپ قلم اٹھائیں تو یہ یاد رکھیئے گا کہ اس کی سیاہی ہری بھی ہو سکتی ہے اور لال بھی ہو سکتی ہے۔ آج جس کاغذ پر آپ لوگ دستخط کریں گے، جو بھی resolution پاس کریں گے۔ اگر کوئی کمیٹی بنائیں گے تو ہم حاضر ہیں، ان تجاویز کے لیے دن رات کام کرنے کو تیار ہیں لیکن جب آپ کاغذ پر دستخط کریں تو آپ کے گمان میں ہونا چاہیے کہ یہ موت کا پروانہ بھی ہو سکتا ہے جس پر آپ دستخط کر رہے ہیں۔ یہ زندگی کا پیغام بھی ہو سکتا ہے۔ اس وقت جب آپ قلم اٹھائیں تو بہت احتیاط کیجیئے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مشتاق صاحب۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو جو ہمارے health workers شہید ہو چکے ہیں، اس بیماری کی وجہ سے جن کی شہادت ہو چکی ہے ان کی شہادت کی قبولیت کی دعا کرتا ہوں۔ اس وقت جو ہمارا صحت کا عملہ کام کر رہا ہے، NGOS کا عملہ کام کر رہا ہے یہ ہمارے قومی ہیرو ہیں میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! میں یہ لازم سمجھتا ہوں کہ میں اپوزیشن لیڈر کو اور تمام پارلیمانی لیڈرشپ جو اپوزیشن کی ہے ان کو بھی خراج تحسین پیش کروں کہ انہوں نے اس ایجنڈے کے ساتھ اجلاس بلایا یہ بہت بروقت اقدام ہے۔ خصوصاً جب پوری دنیا تکلیف میں ہے، پاکستان تکلیف میں ہے، اس تکلیف میں انہوں نے کشمیریوں کو اور ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں کو بھی یاد رکھا۔ اس پر میں خصوصی طور پر راجہ ظفر الحق صاحب کو، میڈیم شیری رحمٰن صاحبہ کو اور پوری اپوزیشن کی لیڈرشپ کو شاباش دیتا ہوں، خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں دس بارہ منٹ میں کوشش کروں گا کہ اس بحث کو سمیٹوں، خصوصاً جو کورونا کی صورت حال ہے، عام فرد کے جو حالات ہیں، ملک کی معاشی حالات ہیں، آخر میں کچھ تجاویز دوں گا جو میرے ذہن میں ہیں۔ مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ یہ World War-1, World War-2, سے بھی بڑھ کر ایک المیہ ہے، ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کو اس وقت دنیا face کر رہی ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے اس کی assessment درست انداز میں نہیں کی، ان کو ابتدا میں جو دو مہینے کا وقت ملا اس کو proper طریقے سے استعمال نہیں کیا۔ جناب والا! آپ کو پتا ہے کہ پہلے کورونا چین میں آیا، پھر ایران میں آیا، پھر افغانستان میں آیا اور سب سے آخر میں ہمارے ملک میں آیا۔ بدقسمتی سے ہمیں جو دو مہینے کا وقت ملا، ان دو مہینوں میں ہمیں جو کام کرنا چاہیے تھا، ہمارے حکمرانوں نے اس وقت کو ضائع کر دیا۔ میں اپوزیشن کی تمام پارٹیوں کو شاباش اور خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے اس مشکل وقت میں سیاست کو ایک طرف رکھ کر قومی یکجہتی کا ثبوت دیا ہے۔ بلاول بھٹو زرداری نے اس crisis کے ابتداء میں کہا کہ عمران خان میرا وزیراعظم ہے۔ شاہد خاقان عباسی صاحب نے unconditional تعاون حکومت سے کیا۔ سراج الحق صاحب نے تعاون کی بات کی، مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے تعاون کی

بات کی لیکن مجھے بہت افسوس ہے کہ وزیراعظم صاحب نے اس لیڈرشپ کا شکریہ تک ادا نہیں کیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس پوری اپوزیشن لیڈرشپ کو جنہوں نے تعاون کی آفر کی ہے، ان کو بلاتے، ان کو عزت دیتے لیکن ان کا شکریہ تک ادا نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ درست بات نہیں ہے، اگر ان کا رویہ یہ ہوگا تو لوگ کہیں گے بڑے offices میں چھوٹے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ بڑی کرسیوں پر، بڑی مسندوں پر چھوٹے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ بڑے ایوانوں میں چھوٹے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا چیلنج ہے کہ اس میں solo flight کی گنجائش نہیں ہے اس میں پارٹی سیاست کی گنجائش نہیں ہے۔ اس میں اپوزیشن کی فراخدلانہ آفر کو قبول کرکے ان کا شکریہ ادا کرکے، ان کو on board لے کرکے آگے بڑھنا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین! نیشنل ایکشن پلان کوئی نہیں بنا۔ ایک ایسا نیشنل ایکشن پلان جس میں political spectrum, جس میں پارلیمنٹ جس میں ایکسپرٹ، جس میں ریاستی ادارے، جس میں میڈیا، جس میں NGO's سب on board ہوں اور پوری قومی حکمت عملی ہو وہ نہیں بنی بلکہ پارلیمنٹ کو تالے لگا دیئے گئے۔ قومی اسمبلی کا اجلاس اگر آج بلایا گیا ہے تو یہ کریڈٹ بھی اپوزیشن کو جاتا ہے کہ انہوں نے ریکوزیشن جمع کروائی ہے۔ اگر یہ اجلاس ہو رہا ہے تو یہ اپوزیشن کی وجہ سے ہو رہا ہے حالانکہ کینیڈا نے، برطانیہ نے، سپین میں، روس میں، دنیا کے دوسرے ممالک نے ان crisis میں اپنی پارلیمنٹ کا اجلاس بلایا۔ بائیس کروڑ عوام کی امیدوں کا مرکز یہ پارلیمنٹ ہے لیکن اس شدید crises میں، بہت بڑے چیلنج میں اس پارلیمنٹ کو تالے لگا دیئے گئے ہیں۔ ہمیں کوئی holistic approach نظر نہیں آرہی ۔ Half measures ہیں، mix messaging ہے اور پی ٹی آئی کی solo flight ہے جو اس وقت بہت بڑے چیلنج کی صورت میں چل رہی ہے۔ آپ اندازہ اس سے کرلیں کہ وزیراعظم صاحب نے پہلے لاک ڈاؤن کی مخالفت کی پھر جب صوبے لاک ڈاؤن کی طرف چلے گئے تو وزیراعظم صاحب نے اس لاک ڈاؤن کی توسیع اس تبصرے کے ساتھ کی کہ اشرافیہ کا فیصلہ ہے۔ Endorse بھی کرتے ہیں، توسیع بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں اشرافیہ کا فیصلہ ہے۔ اشرافیہ تو آپ کے ارد گرد کابینہ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اشرافیہ تو وہی ہے جو آٹا، چینی کے کرپشن کے سکینڈل میں ملوث ہیں۔

جناب چیئرمین! جب سولوگوں کا کورونا positive نکل آیا تو ہم لاک ڈاؤن میں چلے گئے، جب تیس ہزار cross کر گئے تو ہم نے لاک ڈاؤن ختم کر دیا۔ یہ پالیسی ہمیں سمجھ نہیں آرہی ہے کہ ہم سو پر lock down کرتے ہیں اور جب تیس ہزار پر چلے جاتے ہیں تو آپ ختم کر دیتے ہیں۔ پہلے کہا گیا کہ زندگی اور موت کا مقابلہ ہے، اب کہتے ہیں کہ زندگی اور بھوک کا مقابلہ ہے اس لیے لاک ڈاؤن کو ختم کر دیا گیا۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو بتا دوں کہ High level پر کتنی confusion ہے۔ بائیس مارچ کو وزیراعظم صاحب نے تین بجکر تیس منٹ پر قوم سے خطاب کیا اور اعلان کیا کہ ہم لاک ڈاؤن نہیں کریں گے، ہم لاک ڈاؤن کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اسی دن تین بجکر پچاس منٹ پر سندھ کے چیف منسٹر نے لاک ڈاؤن کیا۔ اسی دن پانچ بجے گلگت بلتستان نے لاک ڈاؤن کیا۔ اسی دن رات ایک بجے بلوچستان کی حکومت نے Article 245 کے تحت فوج طلب کی۔ اسی دن رات ایک بجکر تیس منٹ پر پنجاب کی حکومت نے فوج طلب کی یہ کیا صورت حال ہے جو confusion and mix messaging کی ہے اور لگتا یہ ہے کہ یہاں پر کوئی نیشنل ایکشن پلان یا کوئی مرکزی باڈی موجود نہیں ہے۔

جناب والا! یہ بات ٹھیک ہے کہ یہ تفتان کے ذریعے سے نہیں آیا، یہ ائرپورٹ کے ذریعے سے نہیں آیا، اس وقت پوری دنیا بلکہ سمندر میں جو بحری بیڑے کھڑے ہیں اس کے اندر بھی وائرس پہنچ چکا ہے لیکن آپ نے اس کو deal کرنے کا جو انداز اختیار کیا دنیا کے کسی ملک نے اتنی غیر سنجیدگی نہیں دکھائی۔ تفتان کا جو قرنطینہ سینٹر تھا وہ مہاجر کیمپ نہیں تھا وہ تو مویشیوں کا باڑہ تھا، جس انداز سے انسانوں کو رکھا گیا ہے، جو approach ہے اس pandemic کو deal کرنے کا انداز اور سٹائل وہ انتہائی immature ہے اور non professional ہے۔ جناب چیئرمین! جو عام آدمی کی معاشی صورت حال ہے میں اس پر تھوڑی سی گفتگو کر کے آگے بڑھوں گا۔ پاکستان stock exchange کے پاس جو کمپنیاں رجسٹرڈ ہیں اس میں سے ساٹھ فیصد جو large scale manufacturing ہے وہ بند ہے۔ جو چالیس فیصد ہیں وہ جزوی طور پر کھلی ہوئی ہیں۔ اس وقت آٹو، سیمنٹ، ٹیکسٹائل اور انجینئرنگ کی صنعت بری طرح متاثر ہے۔ ریٹیلر اور ٹرانسپورٹ کی صنعت پوری طرح متاثر ہے۔ ورلڈ بینک کی سروے رپورٹ کے مطابق کل لیبر ساڑھے سات کروڑ ہے اور یہ ساڑھے سات کروڑ لیبر فورس ماہانہ آٹھ ارب ڈالر کی تنخواہ لیتی ہے اس میں اب کہا جا رہا ہے

پونے دو کروڑ لیبر بے روزگار ہے۔ حکومت کو کم از کم ایک ارب ڈالر سے زائد یعنی ایک سو ستر ارب، یعنی پونے دو سو ارب روپے ماہانہ غریبوں پر خرچ کرنا ہوگا تب وہ معاشی طور پر اس قابل ہو سکیں گے کہ اس وبا کا مقابلہ کر سکیں۔ حکومت اس کی بجائے تین ہزار روپے فی خاندان فی ماہ دے رہی ہے۔ میں وزیراعظم صاحب سے پوچھتا ہوں، ان کے مشیروں سے پوچھتا ہوں، ان کے Financial advisors سے پوچھتا ہوں کہ پاکستان میں مجھے وہ مارکیٹ اور وہ دکان دکھائی جائے جس میں ایک خاندان کے ایک مہینے کا راشن تین ہزار روپے میں ملتا ہے۔ یہ مذاق ہے کہ آپ ایک مہینے کے لیے ایک خاندان کو صرف تین ہزار روپے راشن کے لیے دے رہے ہیں۔ بجلی اور گیس میں کوئی رعایت نہیں دی ہے حالانکہ حکومت جن کو احساس پروگرام کے تحت ریلیف دے رہی ہے، ان کا بجلی کا بل معاف ہونا چاہیے، ان کا گیس کا بل معاف ہونا چاہیے لیکن یہ ریلیف حکومت نے نہیں دیا ہے۔ اس وقت پٹرول اور ڈیزل میں calculation کر کے بتا سکتا ہوں، میں چیلنج کرتا ہوں کہ چوبیس روپے فی لیٹر حکومت کو پٹرول و ڈیزل، اس پر ٹرانسپورٹیشن کا خرچہ، اس پر ریفائنری کا خرچہ، چارجز سب کچھ ملا کر چوبیس روپے فی لیٹر مل رہا ہے۔ حکومت اس وقت اسی روپے ایک لیٹر کے پیچھے عوام سے کما رہی ہے۔ خود اوگرا نے سفارش کی ہے کہ چوالیس روپے فی لیٹر کمی کی جائے۔ حکومت نے چوالیس روپے کی بجائے پندرہ روپے فی لیٹر کمی کر دی۔ بجلی، پٹرول اور ڈیزل کے اندر حکومت کو جو ریلیف ملا ہے وہ حکومت اپنے ہی خزانے کے اندر جمع کر رہی ہے۔ غریب عوام کے اوپر خرچ نہیں کر رہی۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ بیرون ملک پاکستانی ہیں۔ بیس ارب ڈالر بیرون ملک پاکستانی سالانہ ملک کو بھیجتے ہیں۔ یہ معیشت کے ڈرائیور ہیں۔ ان کی وجہ سے پاکستان کی معیشت کا پہیہ چلتا رہا ہے لیکن آج اوورسیز پاکستانیوں کو تنہا چھوڑ دیا گیا ہے۔ خصوصاً مڈل ایسٹ اور انڈونیشیا میں انہیں بالکل تنہا چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہمارے سفارت خانوں نے فون بند کر دیئے ہیں۔ ہمارے سفارت خانے کوئی ریلیف نہیں دے رہے۔ ہمارے اوورسیز پاکستانی جن کی نوکریاں ختم ہو چکی ہیں ان کو پاکستان لانے کے لیے کوئی سبیل نہیں ہے۔ پی آئی اے کے ٹکٹ بلیک میں فروخت ہو رہے ہیں اور تین گنا، چار گنا زیادہ قیمت پر فروخت ہو رہے ہیں۔ وہاں پر جو کورونا سے infected ہیں ان کے

علاج معالجے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! Overseas Pakistanis کے ساتھ یہ ظلم ہے، اس لیے میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! اگر ملک کی سطح پر معیشت کو دیکھ لیں تو اس وقت حکومت خود کہہ رہی ہے کہ FBR کا shortfall سولہ ارب روپے ہے۔ اسی طرح جو بجٹ خسارہ ہے وہ 9.6% پر پہنچ گیا ہے۔ ورلڈ بینک کہہ رہے ہیں کہ 1952 کے بعد پہلی مرتبہ پاکستان کا GDP growth negative میں چلا جائے گا۔ 1.3%- پر چلا جائے گا، یہ بات ٹھیک ہے کہ کورونا کی وجہ سے پوری دنیا کی معیشت زبوں حالی کا شکار ہے لیکن پاکستان کی معیشت کا بیڑا غرق کرنے میں کورونا کا کردار تو ابھی شروع ہوا ہے، اس سے پہلے آپ نے اس معیشت کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ جناب چیئرمین! ساری دنیا نے شرح سود کو صفر کر دیا، امریکہ میں ہنگامی میٹنگ ہوئی اور شرح سود کو صفر کر دیا لیکن پاکستان میں آج بھی شرح سود ۹٪ پر ہے۔ شرح سود کو اگر پاکستان صفر کرے گا تو اللہ اور رسول کے ساتھ جو اعلان جنگ ہے اس سے پاکستان نکل آئے گا۔ دوسرا یہ ہے کہ لوگ بینکوں سے قرضے لیں گے اور جب قرضے لیں گے تو معیشت کا پہیہ آگے بڑھے گا۔ پاکستان کو مدینے کی ریاست بنانے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ آپ ارطغرل کا ڈرامہ دکھا دیں۔ ارطغرل کا ڈرامہ دکھانے سے پاکستان مدینے کی ریاست نہیں بنے گا۔ اللہ اور رسول کے احکامات کی طرف آئیں گے، سود کو ختم کریں گے، اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف آئیں گے تو تب پاکستان مدینے کی ریاست بن سکے گا۔

جناب والا! سپریم کورٹ نے no confidence کیا۔ سپریم کورٹ نے یہ کہا کہ Executive fail ہو چکی ہے۔ سپریم کورٹ نے حکومت کو آئینہ دکھایا، سپریم کورٹ نے کورونا فنڈ کے بارے میں کہا کہ اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں، کام گراؤنڈ پر نظر نہیں آ رہا، جب Audit ہوگا تو تب پتا چلے گا۔ ایڈمنسٹریشن پر بھی no confidence کیا، ان کے اقدامات پر, strategy پر سپریم کورٹ نے no confidence کیا اور جو فنڈ استعمال ہو رہے ہیں ان کے اوپر بھی کرپشن کے سوالات سپریم کورٹ نے اٹھائے۔ جناب والا! ڈاکٹر ہمارے فرنٹ لائن warriors ہیں اور یہ ہماری front defence line ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جتنے بھی کورونا کے مریض ہیں وہ چودہ فیصد health workers ہیں۔ ہمارے ہاں تو صحت کا جو نظام ہے وہ بہت ill-equipped ہے۔ یہاں تو زیادہ امکان ہے لیکن میرے ڈاکٹروں کو بچانے کے لیے PPE اور

N95 ماسک، گلاسز ہیں، کٹس ہیں جو gloves ہیں وہ دستیاب نہیں ہیں۔ خود NDMA کی یہ statement ریکارڈ پر ہے کہ 2200 ventilators تھے جس میں 50% خراب ہیں۔ اس وقت 660 ڈاکٹر اور ہیلتھ ورکر پاکستان میں کورونا سے متاثر ہو چکے ہیں اور یہ بڑھ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری first defence line ہے، یہ ہمارے front line warriors ہیں۔ حکومت کو ہنگامی بنیادوں پر، war footing پر ان کی سیکورٹی کو ان کی سیفٹی کو یقینی بنانا چاہیے۔ Testing کی صورت حال یہ ہے کہ خود ڈاکٹر عطاالرحمٰن جو وزیراعظم کے مشیر ہیں وہ کہتے ہیں کہ پچاس ہزار فی دن ٹیسٹنگ ہو گی تو پھر کورونا کی صحیح صورت حال آئے گی۔ اس وقت ہم بیس ہزار پر بھی نہیں پہنچے۔ خیبر پختونخوا کے ساتھ مسلسل ظلم ہو رہا ہے، پورے صوبے میں ایک لیبارٹری ہے۔ باقی تمام صوبوں میں دو دو لیبارٹریاں ہیں، اس لیبارٹری کی capacity صرف سات سو ہے اب اس کو بھی بند کر دیا گیا ہے اسلام آباد سے ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔ خیبر پختونخوا فی ملین صرف دو سو پچاس ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! جب فی ملین صرف دو سو پچاس ٹیسٹ ہوں گے تو وہاں پر کورونا کی تصویر کیسے سامنے آئے گی۔ اس لیے KP کے ساتھ بہت ظلم ہو رہا ہے کہ ایک ہی لیبارٹری تھی وہ بھی بند کر دی گئی ہے۔ جو ٹیسٹنگ کی ratio ہے وہ بھی بہت تھوڑی ہے۔ جناب والا! وہاں پر کم از کم تین لیبارٹریاں ہونی چاہیں، ٹیسٹنگ capacity بڑھانی چاہیے تاکہ ہمیں پوری تصویر نظر آئے کہ اس وقت صورت حال کیا ہے۔

جناب والا! میں آخر میں چند تجاویز حکومت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی چیز کہ یہ سیاست کا وقت نہیں ہے۔ جس طرح اپوزیشن نے کھلے دل کے ساتھ فراخدلانہ انداز کے ساتھ آپ کو اپنی سپورٹ آفر کی ہے، آپ اس کو accept کریں اور ایک National action plan تیار کریں جس پر پوری قوم کا اتفاق ہو۔ جس طرح آرمی پبلک سکول کے واقعے کے بعد نیشنل ایکشن پلان بنا اور اس پر، پارلیمنٹ، میڈیا، سول سوسائٹی، ریاستی ادارے، سب ایک page پر تھے، ایک ایسا نیشنل ایکشن پلان تیار ہونا چاہیے اس لیے کہ یہ آرمی پبلک سکول سے بھی بڑا واقعہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ایسا بڑا واقعہ ہے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ دوسرا یہ ہے کہ سود کو ختم کیا جائے، زیرو پر سود کو لایا جائے، اس سے اللہ کی رحمت متوجہ ہو گی۔ جناب چیئرمین! اسلام نے ہمیں سکھایا ہے کہ استغفار کریں، استغفار کا مطلب ہے کہ آپ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، توبہ کا

مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے اعمال کی اصلاح کریں۔ آپ استغفار بھی ریاستی سطح پر کر رہے ہیں۔ آپ اللہ سے معافی نہیں مانگ رہے، آپ اپنی ریاستی پالیسیوں کی اصلاح نہیں کر رہے، آپ نے اپنی ساری توقعات ارطغرل کے ڈرامے کے ساتھ لگائی ہیں۔ استغفار کریں، توبہ کریں اور سود کو ختم کریں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ جو NGOs کام کر رہی ہیں ان کو آپ ایک پلیٹ فارم دیں، ان کی supervision کریں، ان کو areaحوالے کریں تاکہ duplication نہ ہو، overlappingنہ ہو، ہم اپنے قومی وسائل کو properطریقے سے استعمال کریں۔

جناب والا! سترہ ہزار روپے فی خاندان اگر حکومت ایک مہینے کے لیے دے تو صرف حکومت کے بارہ سو ارب روپے خرچ ہوں گے۔ بارہ سو ارب اتنے نہیں ہیں، آپ کے قرضے delayہو گئے ہیں۔ آپ کو دنیا بھر سے، عالمی اداروں سے امداد مل رہی ہے۔ آپ کو پٹرول وڈیزل، گیس و بجلی کی مد میں ریلیف مل رہا ہے، آپ اسے غریب لوگوں پر divert کر دیں اور فی مہینہ فی خاندان کم از کم سترہ ہزار روپے دیں۔ اسی طرح جو خط غربت سے نیچے لوگ ہیں ان کے بجلی اور گیس کے بل معاف کر دینے چاہیں۔ جو بیرون ملک پاکستانی ہیں ان کو لایا جائے، عزت کے ساتھ لایا جائے، جو وہاں پر بے روزگار ہو چکے ہیں ان کو راشن دیا جائے، جو بیمار ہیں ان کا علاج معالجہ کیا جائے۔ جو بلیک پر ٹکٹ فروخت ہو رہے ہیں، جو پاکستانیوں کی تذلیل ہو رہی ہے اس کو ختم کیا جائے۔ سفارت خانوں کو فعال بنایا جائے تاکہ ان کو عزت کے ساتھ یہاں پر لایا جائے۔ جناب والا! اس پورے scenarioمیں دینی مدارس نظرانداز ہیں۔ چالیس لاکھ طلبا کو دینی مدارس نے سنبھالا ہوا ہے۔ انہوں نے کبھی حکومت سے پیسے نہیں مانگے، وہ خود چلا رہے ہیں، بجلی ہو، گیس ہو ان کے کھانے پینے کا خرچہ ہو، ان کے تعلیمی اخراجات ہوں لیکن اس وقت لاک ڈاؤن کی وجہ سے ان کو عطیات اور donations نہیں مل رہے اس لیے حکومت جو پانچ بورڈ ہیں، اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ ان کی لیڈر شپ کے ساتھ مل کر، ان کا تعاون بھی لیں، ان کا inputبھی لیں، ان کو on boardبھی لیں اور جو چالیس لاکھ طلبا کو دینی مدارس نے سنبھالا ہوا ہے ان کو بھی packageدیا جائے۔

جناب والا! جیلوں کی صورت حال پر میں بات کرنا چاہتا ہوں ان کو بھی سہولت دینی چاہیں۔ آخری بات کر کے گفتگو کو ختم کروں گا کہ اس pandemicمیں ہمیں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو پاکستان لانا چاہیے۔ امریکہ کی جیلوں میں اور خصوصاً اس جیل میں جس میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی قید ہیں

اس میں کورونا پھیل چکا ہے وہاں پر انسانی ہمدردی کی بنیاد پر امریکی حکومت نے قیدیوں کو رہا کر دیا ہے۔ ابھی ہماری وزارت داخلہ نے سندھ ہائی کورٹ کے اندر جواب داخل کیا ہے کہ اب ہمیں عافیہ سے ملنے بھی نہیں دیا جارہا یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ پاکستان کی بیٹی ہے، بے گناہ ہے، سینیٹ نے پہلے بھی اس پر ایکشن لیا ہے۔ سینیٹ کی کمیٹی کے ساتھ اب بھی یہ مسئلہ ہے کہ آپ personal interestلے کر کم از کم انسانی بنیادوں پر عافیہ صدیقی کو پاکستان لانے کی بات کی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، لیڈر آف دی اپوزیشن۔

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: شکریہ جناب چیئرمین! میں جلدی میں صرف ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کورونا وائرس کی ابتداء میں ہی چین نے پاکستان کے ساتھ اسی ہمدردی اور مضبوط ساتھی کی حیثیت سے جو کام کیا ہے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ جب پرسوں اکٹھے ہوں گے تو چین کے اس دوستانہ تاریخی رویے کو appreciate کریں گے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چین کے بارے میں جو سپر پاور نے مہم چلائی ہوئی ہے، آپ روز سنتے ہوں گے کہ یہ چین کی لیبارٹری سے بنا ہوا کوئی وائرس ہے جو خود انہوں نے آگے پھیلایا ہے اس سے زیادہ جھوٹا، بے بنیاد الزام تاریخ میں کسی اور کے خلاف لگایا گیا ہو ہم اس کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ آج بھی دیکھیں کہ کل بھی چین سے جہاز طبّی آلات، ادویات اور دوسری چیزیں لے کر آئے ہیں، وہ پاکستان کو مسلسل چیزیں دے رہا ہے، پاکستان کی طرف سے شکریہ کے الفاظ نہ ہونا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی کمی ہو گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر جاوید عباسی صاحب۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ مجھے آپ نے اس اہم مسئلے پر بات کرنے کی اجازت دی۔ میں آپ کا اس لیے بھی بہت مشکور ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ mask پہن لیں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب والا! میں شاید اس طرح بہت بہتر بات کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں آپ پہن لیں، اچھی بات ہے۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: اگر آپ کا حکم ہے تو میں مان لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ویسے بھی یہ سب کے لیے اچھا ہے، اس میں safety ہے، آپ کے لیے بھی ہے۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: میرے خیال میں آج یہاں بیٹھنے والے تمام افراد test کروانے کے بعد آئے ہیں اور الحمدللہ ان کا test اس وقت تک negative ہے اور اللہ آگے بھی انہیں اس موذی مرض سے بچائے۔

جناب چیئرمین: جی الحمدللہ، آمین۔ اللہ تعالیٰ سب کو خیر سے رکھے۔

Senator Muhammad Javed Abbasi

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب چیئرمین! آج جس اجلاس میں ہم بات کر رہے ہیں، یہ Opposition کی requisition پر ہوا ہے، میں اس کے لیے Leader of the Opposition and all Parliamentary Leaders کا بھی بہت مشکور ہوں اور آپ کا بھی مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موقع پر اجلاس بلایا۔ یہ ایک ایسی وباء ہے جس نے ساری دنیا کو اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے، آج ہم اس پر detailed بات کر سکیں، تجاویز بھی دے سکیں اور حکومت سے بھی کچھ سوالات کے ذریعے پوچھ سکیں کہ آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟ یہ بہت اچھا ہوتا کہ حکومت وقت اجلاس بروقت خود بلاتی، یہ ان دنوں میں بلاتی جب اس مرض کے دو، تین cases پاکستان میں سامنے آئے تھے۔ پاکستان میں پہلا case 26th January کو ہوا تھا، اس وقت فوراً اجلاس بلایا جاتا اور یہاں بیٹھ کر policy بنائی جاتی، یہ دونوں ایوان پاکستان کے بائیس کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں، یہاں لوگوں کے نمائندے اکٹھے ہوتے ہیں، اگر یہ اس وقت کوئی فیصلہ کرتے اور policy دیتے تو وہ پاکستان کے لیے اچھی بات ہوتی، ریاست کے لیے اچھی بات ہوتی اور اس پر عمل کر کے ہم اس پر بہتر طریقے سے قابو پا سکتے تھے لیکن بدقسمتی سے حکومتِ وقت ہمیشہ پارلیمنٹ سے بھاگتی ہے، وہ پارلیمنٹ کے اجلاس نہیں بلاتے ہیں، نہ پارلیمنٹ میں آتے ہیں اور پچھلے دو سالوں میں ریاست کو جب بھی کوئی issue پیش آیا تو صرف requisition پر اجلاس بلایا گیا اور اس میں بات کی گئی ہے۔

جناب والا! بہت اچھا ہوتا کہ ملک کے وزیراعظم کل قومی اسمبلی میں جاتے اور آج سینیٹ کے اجلاس میں آتے، جب سے یہ ایوان منتخب ہوا ہے، وہ صرف ایک مرتبہ تشریف لائے ہیں،

دوسری مرتبہ بھی آتے۔ آج شاہ محمود قریشی صاحب اور مجھ سے پہلے تمام speakers نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے، شاید دوسری جنگ عظیم کے بعد سب سے بڑا مسئلہ ہے جو اس وقت ساری دنیا کو درپیش ہے۔ اس جیسے بڑے اہم مسئلے پر بھی اگر ہم اکٹھے نہیں ہوں گے، اس جیسے اہم مسئلے پر بھی اگر ہم پارلیمنٹ کو اعتماد میں نہیں لیں گے، اس جیسے اہم مسئلے پر بھی اگر ملک کے وزیراعظم آکر ہماری باتیں نہیں سنیں گے اور تجاویز نہیں مانیں گے تو پھر پاکستان کی تاریخ میں اس سے بڑا کون سا موقع آئے گا اور کس دن کا انتظار کیا جائے گا؟ مجھے یقین ہے کہ اگر Opposition requisition نہ کرتی تو آج شاید ہم یہاں بات نہ کر رہے ہوتے۔ بدقسمتی ہے کہ جب آپ پارلیمنٹ کو اعتماد میں نہیں لیتے، جب یہ منتخب ادارے بات نہیں کرتے تو پھر معاملات سپریم کورٹ میں جاتے ہیں، معاملات عدالتوں میں جاتے ہیں، معاملات talk shows میں جاتے ہیں، confusion پیدا ہوتی ہے۔ یہی ایک forum تھا جہاں بیٹھ کر discussion ہو سکتی ہے لیکن جو بھی Executive ہوتے ہیں وہ پارلیمنٹ کے ممبر ہوتے ہوئے اس سے فائدہ تو ضرور اٹھاتے ہیں کہ اگلی جگہ پر پہنچ جاتے ہیں لیکن پارلیمنٹ کو نظرانداز کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا disconnect یہ ہے کہ جب پارلیمنٹ کام نہیں کر رہی ہوتی، جب پارلیمنٹ میں یہ معاملات discuss نہیں ہوتے، جب پارلیمنٹ policy نہیں بناتی، جب پارلیمنٹ accountability جو اس کا ایک اہم role ہے کہ وہ اس کی accountability بھی کرے اور oversee بھی کرے، اگر پارلیمنٹ کو یہ نہیں کرنے دیا جاتا تو پھر اس طرح کی confusion پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح کے مسائل آگے بڑھتے ہیں جن پر آج پاکستان کے لوگ سوالات اٹھا رہے ہیں۔

جناب والا! ہمیں بہت اچھا اور نادر موقع ملا تھا، چین میں پہلا case 17th November کو ہوا تھا، اس وقت دنیا کے لوگ اس سے واقف نہیں تھے، کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ کیا بیماری ہے۔ انہوں نے یہ چیز پہلی مرتبہ report کی گئی کہ ہمیں ایک ایسے virus کا سامنا ہے، ایک case آیا ہے، پھر 27th December کو چین میں 180 لوگ اس مرض میں مبتلا ہو چکے تھے اور 11th January کو چین میں پہلی مرتبہ موت ہوئی تھی۔ جناب والا! 27th January کو چین نے اپنے airports and flights بند کر دی تھیں، یہ دن میں

اس لیے بتا رہا ہوں کہ یہ وقت تھا جب دنیا کو especially اور پاکستان چونکہ پڑوسی ملک تھا، اسے پتا چل گیا تھا کہ یہ کیسی بیماری ہے لیکن اس سے بھی بڑھ کر 30th January کو WHO نے global emergency declare کی اور انہوں نے دنیا کو بتایا کہ یہ وبائی مرض ہے جو پھیل سکتا ہے، لہٰذا یہ کسی ایک border تک محدود نہیں رہے گا، یہ کسی ایک ملک تک محدود نہیں رہے گا، یہ کسی ایک nationality تک نہیں رہے گا، یہ کسی ایک مذہب تک محدود نہیں رہے گا، شاید ساری دنیا اس کا شکار ہو جائے۔ جناب والا! امریکہ میں 21st January کو پہلا case سامنے آیا اور پاکستان کا پہلا 26th February case کو ہوا تھا۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ چاہوں گا، میں نے یہ تمام dates اس لیے دی ہیں کہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ وقت تھا جب ہمیں پتا چل چکا تھا کہ چین میں نومبر اور دسمبر میں یہ cases سامنے آ رہے تھے تو پاکستان میں اس پر سب سے زیادہ discussion شروع ہو گئی تھی کہ پاکستان کے بہت سارے students تھے جنہیں وہاں روکا گیا تھا، اس پر کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ انہیں وہاں سے وطن واپس منگوایا جائے لیکن حکومت نے اس پر ٹھیک فیصلہ کیا کہ ہم انہیں اس وقت نہیں منگوا سکتے، اس کے علاوہ چین کی حکومت بھی انہیں نہیں چھوڑ رہی تھی۔ انہی دنوں میں پارلیمنٹ کا اجلاس بھی ہوا تھا اور ہماری داخلہ کی کمیٹی جس کے چیئرمین رحمٰن ملک صاحب ہیں، انہوں نے کتنا شاندار کام کیا۔۔۔

جناب چیئرمین: جی ملک صاحب نے بہت شاندار کام کیا اور وہ سینیٹ کی طرف سے سپریم کورٹ میں بھی پیش ہوئے اور انہوں نے ایک کتاب بھی کورونا پر لکھی ہے۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: مجھے یقین ہے کہ انہوں نے بابر اعوان صاحب کو بھی تفصیل بھیجی ہے اور آج صبح شاید انہوں نے بھی دیکھ لی ہو گی۔ اس کمیٹی میں بھی یہ discussion ہوئی تھی۔ یہ وقت تھا جب حکومت پاکستان کے پاس ڈیڑھ، دو مہینے تھے۔ جب 27 جنوری کو وہاں پر 180 لوگ اس مرض کا شکار ہوئے اور جب WHO نے یہ declare کر دیا کہ اس وقت پاکستان میں تین اہم کام کرنے کی اشد ضرورت تھی۔ وہ وقت تھا منصوبہ بندی کرنے کا۔ اجلاس بلانے کا وہ وقت تھا۔ قیادت کو اعتماد میں لینے کا وہ وقت تھا۔ صوبوں کے ساتھ بیٹھ کر SOPs بنانے کا وہ وقت تھا کہ یہ مرض جو دنیا میں پھیل رہا ہے تو آئیں مل بیٹھ کر اس کا مقابلہ کریں۔ یہ ہم نہیں کہہ رہے ہیں کہ یہ مرض PTI کی حکومت لے کر آئی ہے، ہم یہ الزام نہیں دے رہے ہیں، ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ

ساری دنیا اس کا نشانہ بن رہی ہے لیکن پاکستان کو ایک نادر موقع ملا تھا جو ہم نے ضائع کر دیا ہے اپنی انا کو تسکین دینے کے لیے کہ ہم نے اجلاس نہیں بلانا، ہم نے پارلیمان کو اعتماد میں نہیں لینا، ہم نے صوبوں سے بات نہیں کرنی، ہم نے سیاسی قیادت سے بات نہیں کرنی۔ جناب چیئرمین! اگر اس وقت تین کام کر دیے جاتے اور ذرا آپ کی توجہ بھی درکار ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: تو ہم آج جس صورتحال سے گزر رہے ہیں وہ کبھی نہ گزرتے۔ پہلا کام یہ کرنا چاہیے تھا کہ ہمیں اس وقت فوری طور پر اپنے بارڈرز اور ایئرپورٹس پر سختی کرنی چاہیے تھی۔ کوئی بھی شخص چاہے وہ ایران سے آتا، چاہے وہ سعودی عرب سے آتا، چاہے وہ امریکا سے آتا، چاہے مشرق وسطیٰ سے آتا، اس کی وہیں پر scanning ہونی چاہیے تھی، اس کو وہاں پر روکنا چاہیے تھا، اس کا وہاں پر test ہونا چاہیے تھا۔ اگر ان میں سے کسی کا test positive ہوتا یا چاہے negative ہوتا پھر بھی ان کو وہیں پر کم از کم سات سے دس دنوں کے لیے روکنا چاہیے تھا کہ شاید ان کے symptoms develop ہو جائیں۔ جو بعد میں کام کیے گے ہیں جیسے flights کو محدود کیا گیا جبکہ یہ کام پہلے ہی ہو جانا چاہیے تھا۔ اگر ہم یہ کام اس وقت موثر طریقے سے کر لیتے تو آج ہمیں جس وبا کا سامنا ہے اور جس مشکل سے ہم گزر رہے ہیں وہ نہ ہوتا۔

یہاں پر Interior Committee کی meeting تھی، یہاں میر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میر کبیر صاحب ہماری meeting میں آئے، انہوں نے کہا کہ میں نے معلوم کیا ہے کہ تفتان میں کیا ہو رہا ہے۔ وہاں پر کچھ tents لگا دیے گئے ہیں، وہاں پر ان کے پاس testing capacity بھی نہیں ہے۔ وہاں پر جو لوگ آئے ہیں ان کو ایک ہجوم کی صورت میں رکھا گیا ہے۔ اگر یہ اس وقت لوگوں کو بالکل کھلا چھوڑ دیتے تب بھی یہ اتنا زیادہ نہ پھیلتا جتنا اس جگہ پر بند رکھ کر پھیلا ہے۔ تفتان میں ان کا کوئی بھی بندوبست نہیں تھا۔ ہماری کمیٹی کے minutes نکالے یہ 26 فروری سے پہلے کی میں بات کر رہا ہوں جناب والا! یہ فروری کا پہلا ہفتہ تھا، میں اس کی بات کر رہا ہوں، ابھی پاکستان میں یہ کیس پھیلا بھی نہیں تھا، ایک کیس بھی نہیں آیا تھا تو انہوں نے آکر کہا ہے کہ یہ تفتان میں مذاق ہو رہا ہے، یہ جو ٹینٹ لگائے ہوئے ہیں وہاں کچھ بھی نہیں ہے کوئی ٹیسٹنگ نہیں ہو رہی ہے اور اگر یہی ماحول رہا تھا تو یہ معاملہ پورے پاکستان میں پھیلے گا۔ اگر تفتان کے اندر پہلی

مرتبہ یہ لوگوں کو وہاں روک لیتے، باہر نہ نکلنے دیتے، وہاں اگر جو لوگ متاثر تھے، ان کو ایک علیحدہ اگر کوئی قرنطینہ سینٹر بنا ہوا تھا، بنا لیتے، ان کو رکھ لیتے تو پھر یہ پورے پاکستان میں پھیلنے کی امید نہ ہوتی۔ چین میں سب سے بہترین طریقہ جو آج اس کی مثال دیتے ہیں یہ تھا کہ جس جگہ پہلا سینٹر تھا ان کا انہوں نے اس جگہ کو روک لیا، انہوں نے پورے چین میں پھیلنے نہیں دیا۔ انہوں نے سب سے زیادہ ووہان پر زور دیا، انہیں پتا تھا کہ اگر انہوں نے اس کو آج یہاں سے روک دیا، اگر ہمارا آج schedule attitude اس کی طرف ہوا تھا تو یہ پورے چین میں پھیل جائے گا۔ انہوں نے وہاں اس کو روکا۔ ہم وہاں تفتان میں نہ ٹیسٹنگ کر سکے، نہ روک سکے اور اس طرح وہاں لوگ آتے رہے اور وہاں سب سے زیادہ پھیلا اور اسی طرح پھر ہوائی اڈوں پر لوگ آئے مختلف جگہوں سے کوئی عمرہ سے واپس آیا، کوئی کسی اور زیارت سے واپس آیا، کوئی امریکہ سے واپس آیا ان کو مؤثر طور پر ہم ہوائی اڈوں پر نہ روک سکے۔ وہ وقت تھا جب ہمیں یہ کام کرنا چاہیے تھا لیکن ہم نے نہیں کیا اور یہ مرض ہم نے پورے پاکستان میں پھیلا دیا۔ دوسرا بہت ضروری اس وقت یہ کام کرنے کا تھا کہ دنیا کو پتا چل جائے کہ ہم اپنی capacity بڑھاتے، ہم دیکھتے کہ خدانخواستہ اللہ نہ کرے کہ پاکستان میں آگیا ہے تو تین کام کرنے والے تھے جو فوری طور پر ہمیں کرنے چاہیے تھے کہ ہمیں اپنی ٹیسٹنگ capacity بڑھانی چاہیے تھی، ہمیں پتا تھا کہ ہمارے پاس ٹیسٹنگ نہیں ہے، ہمارے پاس لیب نہیں ہے، یہ اتنا بڑا 22 کروڑ لوگوں کا ملک ہے اس ڈیڑھ مہینے کے اندر اندر ہمارے پاس وقت تھا کہ ہم اور اس وقت دنیا میں یہ مرض اس طرح پھیلا ہوا نہیں تھا، اس وقت چیزیں دستیاب تھیں، اس وقت اس طرح کی ہنگامی صورتحال پوری دنیا میں declare نہیں ہوئی تھی، وہ وقت تھا کہ آپ وینٹیلیٹر کا بندوبست کرتے، testing kits کا بندوبست کرتے، ہم وہ ڈاکٹر جنہوں نے اس کے لیے frontline پر جا کر لڑنا تھا ان ڈاکٹروں کے یونیفارم اور ان کی کٹ کا مکمل بندوبست کرتے، اپنے ہسپتالوں کی capacity بڑھاتے اور تیسرا تھا کہ ہم awareness پھیلاتے لوگوں میں، لوگوں کو بتاتے لیکن یہ تینوں کام جناب والا! اس وقت ہم کرنے میں بری طرح ناکام رہے، ہم یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ یہ شاید پاکستان کی طرف نہیں آئے گا، شاید ہم اس سے نکل گئے ہیں اور ایک میٹنگ مجھے کوئی بتادے کہ 27 جنوری سے لے کر 26 فروری تک پاکستان میں وزیر اعظم یا کسی بڑی کیبنٹ کی میٹنگ میں یہ بات discuss ہوئی ہو جس میں انہوں نے صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو بلایا ہو، جس

میں انہوں نے کہا ہو کہ یہ ہمارے بارڈرز کے اوپر دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے آئیں ہم بیٹھ کر بات کریں، کوئی ایک میٹنگ بتادیں جو انہوں نے اس وقت میں کی ہو۔ آج تو قریشی صاحب کہہ رہے تھے کہ آج میٹنگ کر رہے ہیں، آج میٹنگ اس وقت کر رہے ہیں جب آدھا پاکستان اس کا شکار ہو چکا ہے، آپ میٹنگ اس وقت کر رہے ہیں جب سر سے پانی گزر چکا ہے، اب آپ صوبوں سے اس وقت بات کر چکے ہیں جب اپنی پالیسیوں میں ناکام ہو چکے ہیں اور اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے میری دعا ہے کہ کل کیا ہونا ہے اور کل کس امتحان سے ہم نے گزرنا ہے میں ابھی کچھ دیر بعد اس پر آؤں گا۔

جناب چیئرمین! یہ meeting کرنے کا وقت نہیں تھا، meeting کرنے کا وہ وقت تھا، strategy بنانے کا وہ وقت تھا، Parliament کا اجلاس بلانے کا وہ وقت تھا اور صوبوں کو اعتماد میں لینے کا وہ وقت تھا جب یہاں پر صرف ایک یا دو cases ہوئے تھے۔ اس وقت بیٹھنے کا کام تھا اور پھر جب یہاں پر cases پھیلنا شروع ہو گئے تو بدقسمتی سے یہاں پر لڑائی شروع ہو گئی، ہم یہاں lockdown میں پھنس کر رہ گئے، ہم ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں لگ گئے۔ کوئی کہتا تھا سخت lockdown ہونا چاہیے تو کوئی کہتا ہے soft lockdown ہونا چاہیے، کوئی تو اس کو اور الفاظ دے رہے تھے۔ جناب چیئرمین! آپ کی توجہ چاہیے جب چھ یا دس cases روز پھیلتے تھے اس وقت پورے پاکستان کو lockdown کرنے کی کوشش کی گئی اور جو اچھے طریقے سے کامیاب ہوا ہے اور آج روز کی بنیاد پر 1400 سے 1500 cases بڑھ رہے ہیں۔ اب غریبوں کی یاد تازہ ہو گئی ہے اور آج پورا پاکستان کھول دیا گیا ہے، جب چار یا پانچ cases بڑھ رہے تھے تو آپ نے پاکستان بند کیا جو ٹھیک فیصلہ تھا اور جب آج 1400 اور 1500 cases بڑھ رہے ہیں، آپ کے پاس کون سی information آ گئی ہے جس کو آپ نے base بنا کر کہہ دیا ہے کہ ہم lockdown کو پوری طرح سے ختم کر دیتے ہیں۔ ہاں ان ممالک نے ضرور lockdown میں کمی کی ہے، انہوں نے دو چیزیں assess کر کے کمی کی ہے جب انہوں نے دیکھا کہ ہمارا infection rate کم ہو رہا ہے اور دوسرا انہوں نے دیکھا ہماری اموات میں کمی آ رہی ہے تو پھر انہوں نے اپنے lockdown میں کمی کی ہے۔ یہاں پر یہ دونوں چیزیں تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ خود حکومت یہ figures بتا رہی ہے جو figures ہم quote کر رہے ہیں یہ حکومت کے figures ہیں۔ جناب چیئرمین! پاکستان میں روز کی بنیاد پر 1400 سے 1500 تک

infection بڑھ رہا ہے، ہمارا death کا ratio بھی بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے، ان حالات میں اگر حکومت کی طرف سے lockdown ختم کر دیا گیا، اللہ نہ کرے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بیماری سے حفاظت فرمائے لیکن اگر یہ تیزی سے بڑھ گیا تو پھر اسے قابو کرنا، پھر اس کے لیے کوئی تدبیر کرنا، پھر لوگوں کو روکنا اور ہمارے ہسپتالوں کی جو position ہے وہ ہم سب کو پتا ہے کہ ہماری ہسپتالوں کی کیا capacity ہے، ہم نے کیا capacity بڑھائی ہے؟ جناب چیئرمین! اس وقت یہ بہت ضروری تھا کہ حکومت اس معاملے کو سنجیدگی سے دیکھتی لیکن فیصلہ کرتے وقت انہوں نے کسی سے نہیں پوچھا کیونکہ یہ سندھ اور مرکز کے درمیان سیاسی معاملہ شروع ہو گیا ہے، کس کا lockdown کامیاب ہوتا ہے۔ یہ Federal Government کی ذمہ داری ہے، یہ وزیر اعظم صاحب کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام صوبائی حکومتوں کو اپنے ساتھ لیں، meetings کریں ان کو اپنے ساتھ بٹھائیں اور ساری قوم کو ساتھ لیکر اس کو آگے لیکر چلیں اگر ہم uniform policy نہیں بنائیں گے، اگر ہم اس پر پوری طرح عمل درآمد نہیں کریں گے تو مجھے خطرہ ہے کہ اللہ نہ کرے جس طرح دنیا کے کئی اور ممالک اس معاملے میں رہ کر پھنس گئے ہیں، ہمارے ساتھ بھی کوئی ایسا حادثہ نہ ہو جائے جس سے ہم سب نکل نہ سکیں۔

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی سینیٹر صاحب wind up کر لیں۔

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب چیئرمین! بالکل wind up کر رہا ہوں، جیسے ہی یہ شروع ہوا تو پاکستان کے کچھ وزراء صاحبان نے یہ کہا کہ ہم نے اپنے Pakistan Engineering Council کو ایک task دے دیا ہے وہ ventilator بنانا شروع ہو گئے ہیں وہ اسی طرح بنانا شروع ہو گئے ہیں جس طرح کہا گیا ایک helicopter بنائیں گے جس کے ذریعے سارے جائیں گے، اسی طرح کا معاملہ ہوا، یہ ventilator والا بھی وہی معاملہ ہوا جس طرح کہا گیا تھا یہ پیسہ Dam کے لیے جمع ہو رہا ہے اور Dam بنائیں گے، وہ ventilators کیسے بنے ہیں، کہاں بنے ہیں اور کب استعمال ہوں گے؟ کس چیز کا انتظار ہے یہ بتایا جائے پھر یہاں کہا گیا تھا کہ پاکستان میں testing kits بنانا شروع کر دی گئی ہیں، کیا حکومت وقت نے اس پر کوئی کام کیا ہے؟ ہمیں بتایا جائے اس کی کیا position ہے؟ آج ہمارے ہسپتالوں کا بھی بتایا جائے۔ شاہ محمود قریشی صاحب نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ہماری ایک Coordinative Committee ہے جس میں روزانہ

کی بنیاد پر meetings ہوتی ہیں، یقیناً اس پر meetings ہوتی ہوں گی ، ہمیں بتایا جائے آج تک کیا اقدامات کیے گئے ہیں اور اس پر کس طرح قابو پایا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! سو سال پہلے جب Spanish Influenza آیا تھا وہ پہلے گزر گیا تھا پھر جب دوسری مرتبہ آیا تو اس نے دنیا کو سب سے زیادہ نقصان دیا تھا۔ اس کے بارے میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ جن ممالک سے یہ گزر گیا ہے ان ممالک میں دوبارہ واپسی ہو رہی ہے، جب Spanish Influenza کا دوبارہ round ہوا تھا تو اس وقت اتنی آبادی نہیں تھی پھر بھی تین کروڑ سے زیادہ لوگوں کی اموات ہوئی تھیں، اس وقت پانچ کروڑ سے زیادہ لوگ اس کا شکار ہوئے تھے۔ ہم نے اپنی کسی چیز کی بہتری نہیں کی، حکومت کو بیٹھ کر دیکھنا چاہیے اگر اللہ نہ کرے ہماری کسی کی خواہش نہیں ہے اور میں الزام بھی حکومت کو نہیں دے رہا کہ ان کی وجہ سے ہوگا یہ تو ایسی وبا ہے جس کی ساری دنیا شکار ہے۔ اس وقت سیاسی مسائل کو ایک طرف رکھ کر سوچیں، سیاسی scoring برابر کرنے کا وقت ضرور آئے گا، ایک وقت ضرور آئے گا کہ ہم نے سیاست کرنی ہے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کا وقت ضرور آئے گا۔ یہ وہ وقت نہیں ہے، یہ وقت صرف اس لیے ہے کہ ہم سارے مل کر ایک ہو کر حکومت اور Opposition اور ساری سیاسی جماعتوں نے بھی اس کے لیے تعاون کیا ہے، حکومت کے ساتھ بیٹھ کر ایک ایسی policy بنائی جائے جس سے جو صورت حال گزر رہی ہے اس کا بھی مقابلہ کر سکیں اور اللہ نہ کرے اگر یہ وبا دوبارہ پاکستان میں آئی تو اس کا بھی مقابلہ کر سکیں۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہوگا کہ پاکستان کے سارے لوگ اکٹھے ہو کر، سیاسی جماعتیں اکٹھی ہو کر، پارلیمان اکٹھا ہو کر اور تمام stakeholders کو ساتھ رکھ کر اگر ہم اس کا مقابلہ کریں گے تو پھر مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس وبا سے نکالے گا۔

Mr. Chairman: In Shah Allah. The House stands adjourned to meet again on Thursday the 14th May, 2020, at 12:00 noon.

[The House was then adjourned to meet again on Thursday the 14th May, 2020, at 12:00 noon]

Index

Makhdoom Shah Mahmood Hussain Qureshi 16, 20
Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq 4
سینیٹر محمد جاوید عباسی 43, 44
سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق 6, 9, 16, 43
سینیٹر سید شبلی فراز 3, 16
سینیٹر شیری رحمٰن 3, 9, 10, 11, 20
سینیٹر محمد جاوید عباسی 46, 47, 50
سینیٹر مشتاق احمد 4, 36
سینیٹر مصدق مسعود ملک 29
قریشی مخدوم شاہ محمود حسین 16, 17, 20, 21, 28